ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۶ اکتوبر ۱۹۵۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور
ہدیہ چار آنے

اَحَادِیثُ الرَّسُولِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمْ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَالْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ مَا نَھَی اللّٰہُ عَنْہُ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان وہ شخص ہے، جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور مہاجر وہ شخص ہے جو اس چیز کو چھوڑ دے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔

تشریح:۔ مسلمانوں میں سے بہترین وہ آدمی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ مخلوقات کے حقوق کو بھی ادا کرے اور ان کی عزت اُس کے شر سے محفوظ رہے۔ اور اسی طرح بہترین مہاجر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو چھوڑ دے۔

(عمدۃ القاری جلد اوّل ص۱۵۵)

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (متفق علیہ)

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کوئی مومن (کامل) نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ میں اس کے دل میں اس کے ماں باپ اس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا ہو جاؤں۔

تشریح:۔ یعنی اس شخص کا ایمان کامل نہیں ہے جس کے دل میں ماں، باپ، اولاد اور دوسرے سب لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ نہیں ہے۔ قاضی عیاضؒ نے فرمایا کہ آپؐ کی سنت کی مدد کرنا اور آپؐ کی شریعت سے اعتراضات کو ہٹانا یہ بھی آپ کی محبت کی دلیل ہے۔

(عینی جلد اوّل صفحہ ۱۶۹)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِیْ مَا وَسْوَسَتْ بِہٖ صُدُوْرُھَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِہٖ اَوْ تَتَکَلَّمْ (متفق علیہ)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے میری اُمت سے سینہ کے وسوسہ کو معاف کر دیا ہے جب تک اس پر عمل نہ کریں یا منہ سے نہ کہیں۔

تشریح:۔ یہ قاعدہ ہے کہ جہاں دولت ہو، چور وہیں نقب لگاتا ہے۔ مومن کے لیے ایمان سے بڑھ کر اور کوئی بڑی دولت نہیں ہے اور شیطان سے بڑھ کر اس دولت کا کوئی دشمن نہیں ہے۔ اس لیئے مومن کے دل میں ایمان اور اسلام کے خلاف وسواس ڈالتا رہتا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ کرام کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آئی پھر انہوں نے سوال کیا کہ ہمارے دلوں میں ایسے خیالات آتے ہیں کہ اُن کا ظاہر کرنا بہت بڑا گناہ خیال کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا واقعی ایسے خیالات آتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی، ہاں۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ (یعنی ایسے خیالات کو بُرا سمجھنا) صریح ایمان ہے۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح پھرتا رہتا ہے۔

تشریح:۔ جس طرح خون رگوں میں چل رہا ہے اور پتہ نہیں لگتا اسی طرح شیطان انسان کے دل میں جا کر گمراہ کن خیال ڈال دیتا ہے۔ انسان خیال کرتا ہے کہ میری عقل یہ بات سمجھا رہی ہے حالانکہ دراصل وہ شیطان کی راہنمائی ہوتی ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ شَیْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّی الْعَجْزِ وَالْکَیْسِ۔ رواہ مسلم۔

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز تقدیر سے ہے، یہاں تک کہ عاجزی اور عقلمندی بھی۔

تشریح: یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر ایک چیز کا اندازہ ہے۔ کوئی چیز اس اندازہ الٰہی سے باہر نہیں جاتی۔

عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: عائشہؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز داخل کرے گا جو اس میں سے نہیں ہے وہ مردود ہے۔

تشریح: یعنی جس شخص نے اسلام میں کوئی ایسی بات نکالی جس کی کتابؐ سنت سے کوئی سند ظاہر یا خفی ملفوظ یا مستنبط نہ مل سکے تو وہ مردود ہے (مرقاۃ)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ (رواہ مسلم)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیئے یہ کافی ہے کہ جو بات سنے۔ وہی نقل کر دے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں اس شخص کو ڈانٹا گیا ہے، جو ہر سنی ہوئی بات نقل کر دیتا ہے۔ خواہ وہ سچی نہ بھی ہو۔ بلکہ انسان کا فرض ہے کہ جو بات سنے اس کی تحقیق کرلے تاکہ سچ اور جھوٹ معلوم ہو جائے (مرقاۃ)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَّسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام بےکسی ہی میں شروع ہوا، آخر میں پھر اس کی حالت ایسی ہو جائے گی۔ پس اسلام کے (تابعدار) بیکسوں کو مبارک ہو۔

تشریح: جس طرح ابتداء اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعدار چند آدمی تھے۔ جنہیں اپنے قبیلوں نے گھروں سے نکال کر بےخانماں کر دیا تھا۔ اسی طرح آخر وقت میں اسلام کے سچے متبعین بہت تھوڑے آدمی نظر آئیں گے۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۹ء | شمارہ ۴۲

آئین کمیشن

نومبر کا مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے۔ جس کے ساتھ چند سال سے پاکستانی عوام کی امیدیں وابستہ چلی آ رہی ہیں۔ پہلے عوامی لیگ حکومت نے نومبر ۱۹۵۷ء میں تمام ملک میں عام انتخابات کرانے کا وعدہ کیا پھر ری پبلیکن پارٹی کی حکومت نے نومبر ۱۹۵۸ء میں عام انتخابات کرانے کا اعلان کیا۔ اب ہماری نئی حکومت نے بھی نومبر ہی میں آئین کمیشن کے تقرر کا اعلان کر رکھا ہے۔ گویا متواتر تین سال سے نومبر کا مہینہ ہمارے لئے امید و بیم کا مہینہ چلا آ رہا ہے۔ پہلی حکومتوں کے وعدوں کا جو حشر ہوا اس سے قارئین کرام بخوبی واقف ہیں۔ ان کی نیتوں میں فتور تھا۔ اس لئے پہلے تو وہ خود عام انتخابات کو ملتوی کرتی رہیں۔ اس کے بعد ان کو نا اہل قرار دے کر حکومت سے محروم کر دیا گیا۔ ہمیں یقین ہے کہ انشاءاللہ ہماری نئی حکومت ماہ نومبر میں آئین کمیشن کے تقرر کا وعدہ ضرور پورا کریگی۔

آئین کے مسئلہ پر ہم کئی مرتبہ اظہار خیال کر چکے ہیں۔ صدر محترم۔ وزیر قانون اور وزیر تجارت بھی اپنی تقریروں میں کہہ چکے ہیں کہ آئین کی روح اسلامی ہوگی۔ تقسیم ملک سے پہلے ہمارا قومی نعرہ تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا دُوسرا جزو ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ گویا ہم نے پاکستان کا مطالبہ اس لئے کیا تھا۔ کہ ہم یہاں کتاب و سُنّت کا قانون نافذ کریں گے۔ قرارداد مقاصد پاس کر کے اور ۱۹۵۶ء کے آئین کی منظوری دے کر ہم اس کا عملی ثبوت بھی دے چکے ہیں۔ اب اگر ہم نے اس بنیادی نظریہ سے انحراف کیا تو آئندہ آنے والی نسلیں ہمیں اللہ تعالٰے۔ رسول اللہ ؐ اور ملک و قوم سے غداری کا مجرم قرار دیں گی۔

یہاں ایک اور بات قابل غور ہے۔ کہ ہم اپنی تاریخ کے پہلے گیارہ سال کو پاکستان کا تاریک ترین دور تصور کرتے ہیں۔ لیکن قرارداد مقاصد اور ۱۹۵۶ء کا آئین اس دور میں روشنی کے دو ایسے مینار ہیں۔ جن پر اس دور کے سیاستدان بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ اگر ہماری نئی حکومت نے ان دونوں سے بہتر روشنی کے مینار مُلک و قوم کے سامنے پیش نہ کئے تو وہ ان سیاستدانوں کو مطعون کرنے میں کسی طرح بھی حق بجانب نہیں سمجھی جا سکتی۔ ان سے بہتر روشنی کے مینار پیش کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اگر ایک طرف آئین کمیشن کے لئے قابل ترین قانون دان اور آئین سازی کے ماہرین کا انتخاب کیا جائے تو دوسری طرف کتاب و سنت کے ماہرین کو اس کی رکنیت کے لئے نامزد کیا جائے۔ اگر حکومت اس قسم کے آئین کمیشن کی تشکیل میں کامیاب ہو گئی۔ تو یہ کمیشن جو آئین تیار کر کے پیش کرے گا۔ وہ یقیناً اپنی مثال آپ ہوگا۔

آئین سازی کے سلسلہ میں پاکستان میں اب تک بہت کام ہو چکا ہے۔ قرارداد مقاصد اور منسوخ شدہ آئین کے علاوہ ناظم الدین وزارت کے زمانہ میں کافی مواد جمع کیا گیا تھا۔ سب فرقوں کے علمائے کرام کا تیار کردہ آئین بھی محفوظ ہوگا۔ ان سب چیزوں کی موجودگی میں آئین کمیشن کے کام میں کافی سہولت پیدا ہو جائیگی اس لئے کمیشن کو کم سے کم وقت میں اپنا کام ختم کرنے کی ہدایات دینی چاہئیں۔

آخر میں ہم ایک بار پھر حکومت سے عرض کرینگے کہ وہ کتاب و سنت کے مطابق آئین تیار کرنیکی اہمیّت اور کتاب و سُنّت کے ماہرین کی خدمات حاصل کرنے کی ضرورت کو نظر انداز کرنے کی کوشش نہ کرے کتاب و سنّت پر مبنی آئین ہی ہماری تمام مشکلات کا واحد حل ہے۔ اس ملک کے لئے دوسری کسی قسم کا آئین کار آمد ثابت نہ ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ۔

بائیسکل ایڈوانس

حکومت مغربی پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ چپڑاسیوں۔ اردلیوں اور دُوسرے کم تنخواہ پانے والے ملازمین کو بھی آئندہ بائیسکل ایڈوانس لینے کی اجازت دی جائے۔ ہم حکومت کے اس فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ ان غریب ملازمین کو اس رعایت کی اشد ضرورت تھی۔ وہ اپنی قلیل تنخواہ کی بنا پر بائیسکل خریدنے سے معذور ہیں۔ اس لئے ان میں سے اکثر دور دراز سے پیدل دفتر آتے ہیں۔

خبر میں یہ نہیں بتلایا گیا کہ بائیسکل ایڈوانس پر حکومت سود بھی وصُول کرے گی یا نہیں۔ عام طور پر حکومت اس قسم کے تمام قرضہ جات پر سود وصول کرتی ہے۔ ایک اسلامی حکومت میں سود کے کاروبار کا فروغ حیرت انگیز ہے۔ خاص کر حکومت کا اپنے ملازمین سے بھی سود لینا بہت زیادتی ہے عام طور پر سود اصل رقم کی حفاظت کے لئے لیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ملازمین کو قرضہ دینے کی صورت میں اصل رقم کو کوئی خطرہ نہیں۔ اس لئے ہماری رائے میں حکومت کو ایسے تمام قرضوں پر سود لینے کی قبیح رسم بالکل ترک کر دینی چاہیئے۔ اگر سب ملازمین کے لئے حکومت یہ رعایت دینے کے لئے فی الحال تیار نہ ہو۔ تو چپڑاسیوں۔ اردلیوں اور دوسرے کم تنخواہ پانے والے ملازمین کو سود سے بالکل مستثنٰی کر دینا چاہیئے۔ اگر حکومت ان ملازمین کو یہ رعایت دینے کے لئے تیار نہ ہوئی تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ وہ بائیسکل ایڈوانس کی رعایت ایک ہاتھ سے دے کر دُوسرے ہاتھ سے چھین رہی ہے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ سود کے ڈر سے بے شمار ملازمین اس رعایت سے فائدہ نہ اٹھا سکیں گے

از مولانا محمد سعید احمد رضا صاحب مدرس عربیہ ڈونگہ بونگہ

دار العلوم دیوبند کی حیرت انگیز غیبی نُصرت

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو خدام الدین مورخہ ۲ر اکتوبر ۱۹۵۹ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۰ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ (ترجمہ جو اللہ تعالےٰ کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے)

مجمع نے جب اصرار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت یہ بات آپ ہی نے اٹھائی ہے۔ آپ ہی خشت اول بھی رکھیں تو غایت تواضع سے اینٹ ہاتھ میں لی اور حضرت میانجی منّے شاہ صاحب رح کے ہاتھ میں دی کہ آپ پہلی اینٹ رکھیں۔ یہ بزرگ حضرت مولانا میاں سید اصغر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدّث دار العلوم دیوبند کے نانا تھے۔ نہایت معصوم صفت پاک طینت اور مادر زاد ولی تھے۔ ان کی نسبت حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ تھا کہ انہیں عمر بھر کبھی صغیرہ گناہ کا تصور بھی نہیں آیا۔ چنانچہ انہوں نے دار العلوم کی پہلی اینٹ رکھی۔ پھر اسی طرح حضرت نانوتوی رح اور حضرات کو آگے بڑھاتے رہے۔ اور لوگ اینٹیں رکھتے رہے۔ انہیں میں رلے ملے حضرت نے بھی اینٹ رکھ دی اور دار العلوم دیوبند کے آٹھ اساسی اصول حضرت نانوتوی رح نے خود تجویز کرکے تحریر فرمائے۔ چھٹے اصول کو من و عن نقل کرتا ہوں۔ اس دار العلوم دیو بند کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت ہے کہ جب اس کے لئے کوئی سرمایہ بھروسہ کا ذرا ہو جائے گا۔ پھر یہ قندیل معلّق اور توکّل کا چراغ یوں سمجھ لینا کہ بے نور و ضیاء ہو جائیگا (تذکرہ صفحہ ۳۶ مطبوعہ مجتبائی پریس دہلی و القاسم دار العلوم ۳۳)

سبحان اللہ بانی دار العلوم نے اس مدرسہ کی بنیاد کو ایسے خلوص سے رکھا کہ آج علم و عرفان کے چشموں کو خشک ہونے سے بچا لیا۔ اس ادارہ نے بالواسطہ یا بلاواسطہ ہزاروں محدث۔ مفسر۔ فقیہ۔ مؤرخ ادیب۔ شاعر۔ واعظ اور اہل قلم پیدا کیے۔ تصنیفات و تالیفات کو دیکھیے تو ایک لامتناہی سلسلہ ہے اور بڑی حیرت ہوتی ہے کہ انگریزوں کی شدید مخالفت کے باوجود علماء دیوبند اتنا عظیم الشان کام کیونکر انجام دے سکے۔ اس زمانہ میں اگر ہمارے حضرات دیوبند نے علوم حدیث پر توجہ نہ کی ہوتی تو بلا شبہ مشرقی ملکوں میں اس پر زوال آچکا تھا۔ اس لئے کہ دسویں صدی ہجری سے مصر۔ شام۔ عراق۔ حجاز میں آثار ضعف طاری ہو کر اس چودھویں صدی میں یہ اضمحلال انتہا کو پہنچ چکا ہے۔

اللہ تعالےٰ بانی دار العلوم دیوبند کی قبر کو مزید نور سے بھرپور فرمادیں۔ جنہوں نے اللہ تبارک و تعالےٰ کے فضل و کرم سے ایسے پُر فتن اور پُر آشوب زمانہ میں باوجود سخت مخالفت کے اتنے بڑے کام کو سنبھالا یہ محض ان کی کرامت ہے۔ حضرت رح کے خلوص کی برکت تھی کہ اس زمانہ کے تمام اولیاء کرام نے حضرت کا ساتھ دیا بلکہ لکھا ہے کہ جب حضرت حج بیت اللہ کے لئے حاضر ہوئے اور حضرت قطب الاقطاب قبلہ عالم حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ سے ملاقات ہوئی تو کسی موقعہ پر انہوں نے عرض کیا کہ حضرت ہمارے مدرسہ کے لئے دعا فرمایئے۔ ہنس کر فرمایا کہ اللہ اکبر آپ کا مدرسہ۔ دعاؤں میں راتیں تو گذاریں ہم نے اور مدرسہ آپ کا ہو گیا۔ سبحان اللہ حضرت نانوتوی رح کا کتنا خلوص تھا کہ آپ کے خلوص کی برکت سے سیدنا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بعد اپنی امت کے اولیاء اور صدیقین کے ہر وقت بڑے حامی اور معاون رہے۔

سبحان اللہ حضرت نانوتوی رح کی تمام حرکات و سکنات۔ اشارات و کنایات اللہ تعالےٰ کی رضا اور لوگوں کے مفاد کے لئے ہوتے تھے۔ اپنے لئے کچھ بھی نہ کرتے تھے لکھا ہے کہ جب آپ کی شادی ہوئی تو خسر نے بہت کچھ مال و متاع زیورات اور ریشمی کپڑے وغیرہ جہیز میں دیئے۔ جن کی مالیت ہزاروں روپیوں کی تھی۔ کیونکہ آپ کے خسر صاحب بہت بڑے امیر تھے۔ پہلی رات بیوی کے پاس گئے اور فرمایا کہ تو مالدار غنی ہے۔ میں غریب مفلس ہوں۔ تیرے لئے ضروری ہے۔ کہ تو بھی میری طرح غریب ہو جا۔ اہلیہ صاحبہ نے عرض کی کہ طریقہ فرمایئے تو فرمایا کہ جتنا مال و متاع۔ زیورات کپڑے تیرے والد صاحب نے تجھے جہیز میں دیئے ہیں یہ سب غریبوں کو خیرات کر دے۔ بس پھر ہم دونوں برابر ہو جائیں گے۔ اہلیہ صاحبہ نے بلا تامل سب کچھ فوراً خیرات کر دیا۔ دوبارہ جب اپنے والدین کے ہاں اپنے میکے گئیں تو والد نے پھر مال و متاع زیورات آگے سے بھی زیادہ دیئے۔ اس وقت ترکوں کے لئے چندہ ہو رہا تھا۔ اپنی بیوی کو فرمایا۔ کہ تمام مال چندہ میں دے دو۔ چنانچہ انہوں نے اپنا تمام مال و متاع زیورات بلا سوچے چندہ میں دے دیئے اور اپنے خاوند کو خوش کرکے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر لی۔ سبحان اللہ بیوی بھی اللہ تعالےٰ نے کیسی فرمانبردار عطا فرمائی لکھا ہے کہ جب حضرت کی شادی ہوئی تو آپ کی اہلیہ محترمہ اور رفیقہ حیات کا بیان ہے کہ آپ نے فرمایا۔ میں نے نکاح صرف اپنی والدہ کی راحت کے لئے کیا ہے اور یہ صرف قول کی حد تک ہی نہیں رہا۔ بلکہ جب تک والدہ زندہ رہیں۔ دونوں میاں بیوی نے والدین کی ایسی خدمت کی جسکی مثال ملنا مشکل ہے۔

حضرت نانوتوی رح نے اپنی اہلیہ کو ایسی تعلیم دی تھی کہ وہ سراپا اطاعت بن گئی تھیں۔ ایک رئیس گھرانے کی لڑکی تھی چند ہی سال حضرت رح کے ساتھ رہنے کا یہ اثر ہوا کہ اپنے شوہر کی جان نثار خادمہ بن گئیں۔ حضرت نانوتوی رح کا ایک زمانہ میں دستور تھا کہ سوتے وقت گائے کا دودھ استعمال فرماتے۔ عشاء کے بعد جونہی حضرت تشریف لاتے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ دودھ کا پیالہ لے کر پہنچ جاتی تھیں خفگی کا اظہار مقصود ہوتا تو اس کی صورت یہ ہوتی کہ گھر میں آتے ہی نفل شروع کر دیتے۔ دودھ کا انتظار نہ کرتے رفیقہ حیات

باقی صفحہ ۱۳ پر

بسم اللہ کے فضائل و احکام

از

عبدالمجید چترال

مسلمانوں کی فتح و کامرانی کے احوال کے مطالعہ سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ اُن کی کامیابی کا باعث خالص ایمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کمال محبت، یقین اور ایقان تھا اور بعض ایسے خصائل و عادات تھے جو اُن کی طبیعت میں راسخ ہو چکے تھے، ان کے قول و فعل سے ایمان و یقین کا اظہار ہوتا تھا، ان کی ہر ادا اپنے محبوب پر فدا تھی۔ جان چلی جائے تو کوئی پرواہ نہیں، لیکن اپنے محبوب کے احکام کی پیروی سے یک قدم انحراف نہ کیا جائے۔

یہی وہ خصائل و عادات اور خوبیاں تھیں جن کے باعث مسلمانوں نے تمام دنیا پہ اپنا جھنڈا لہرا دیا اور تمام روئے زمین پہ اپنا سکہ جما دیا۔

انہیں عادات و خصائل اور حالات و کوائف میں سے ہر کام کو وحدہٗ لاشریک کے مقدس نام سے شروع کرنا بھی تھا، سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اس ذاتِ اقدس کا نام اُن کی زبانوں پر جاری ہوتا تھا۔ بقول ایک شاعر کے

وَأَوَّلُ شَيْءٍ أَنْتَ فِي كُلِّ هَجْعَةٍ۔ وَآخِرُ شَيْءٍ عِنْدَ كُلِّ هُبُوْبِيْ۔

یعنی میری ہر بیداری کے وقت تو ہی سب سے پہلی چیز ہے اور میرے ہر سونے کے وقت تو ہی سب سے آخری شے ہے۔

تو گویا وہ اس آیت کریمہ کے مصداق تھے:۔

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ (پ۴ ع۱۱)

(صاحب عقل وہ لوگ ہیں) جو اُٹھتے بیٹھتے اور پہلو پر (لیٹے ہوئے) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ یعنی ہر وقت اور ہر ساعت اللہ تعالیٰ کا نام اُن کی زبان پر جاری ہوتا تھا۔ ہر کام کرتے وقت وہ اللہ تعالیٰ ہی کے نام کو یاد کرتے، جنگ ہو یا جہاد، کوئی کام بھی ہو اس کا افتتاح "بسم اللہ" سے کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ کامیابی اُن کے قدم چومتی تھی۔ اور پھر یہی نہیں کہ "بسم اللہ" محض اسی اُمت کے پیروؤں کے عادات و خصائل میں داخل ہے بلکہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاءؑ کی بھی سنت تھی کہ ہر کام کا افتتاح "بسم اللہ" سے کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملکہ سبا کے نام خط، جو بہت اہم حیثیت رکھتا تھا، کا افتتاح بھی اس مقدس کلام سے ہوا، چنانچہ قرآن کریم میں ہے:۔

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کی جانب سے ہے اور یہ خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے شروع ہے۔

اور انبیاءؑ کے اسی طریقہ کا احیاء کیا گیا ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سب سے پہلے، حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آئے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ؕ

(اے نبی کریم) اپنے اس ربّ کے (پاک) نام سے پڑھیئے کہ جس نے پیدا کیا۔

تو گویا نبوت کے عظیم منصب کے عطا کرتے وقت اور کلام خداوندی کی کی قراءت کی ابتداء کے وقت اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے اپنے حبیب کو ارشاد فرمایا کہ ایسے عظیم الشان منصب کے عطا ہونے کے وقت تو میرے مقدس نام کو تلاوت کر تاکہ یہ بوجھ اُٹھاتے وقت اور آیات قرآنیہ و احکام خداوندی کو دوسروں تک پہنچانے میں کسی قسم کی دقت کارفرما نہ ہو اور اس مقدس نام کی برکت سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچے۔

اور یہی وہ نام اقدس ہے۔ کہ خداوند قدوس جس کے ذکر اور جس کی تسبیح کا بار بار حکم دیتے ہیں۔ کہیں فرماتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا۔

اے ایمان والو! اللہ کو بہت بہت یاد کیا کرو۔

اور کہیں حکم دیتے ہیں۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ؕ

اپنے بلند و برتر پروردگار کے نام کی پاکی بیان کر۔

تو گویا خدائے قدوس، اپنے پاک نام کے کثرت ذکر کا امر فرما رہے ہیں، اور مسلمانوں کے لیئے اس سے زیادہ سعادت کیا ہو سکتی ہے کہ اپنے پروردگار کے احکام بجا لائیں۔

اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ہر کام کرتے وقت "بسم اللہ" لازماً پڑھنا چاہیئے ورنہ وہ کام بے برکت اور ضرر رساں ہوگا۔

اس امر کے متعلق حدیث نبویؐ میں فرمایا گیا ہے:۔

كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَمْ يُبْدَاْ فِيْهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَجْذَمُ ؕ

یعنی جس اہم کام کی ابتداء "بسم اللہ" سے نہ کی جائے وہ بے برکت ہے۔

انہیں ارشادات کی تعمیل میں صحابہؓ کرام و تابعین عظام سے لیکر عام مسلمانوں تک یہ کلمہ شعارِ لازم اور طبیعت ثانیہ بن چکا تھا۔ اسی لیئے حضرت، امام حدیث زہریؒ نے آیۂ کریمہ:۔

وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى

کی تفسیر میں بسم اللہ ہی کو کلمہ تقوٰی قرار دیا ہے اور یہ معنی کئے ہیں "کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ تقوٰی یعنی بسم اللہ کو شعارِ لازم بنا دیا ہے" اور یہی سبب تھا کہ ہر میدانِ عمل میں وہ کامران رہے۔

لیکن آج دنیا کی دیگر اقوام کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں بھی بہت تغیر رونما ہو چکا ہے۔ نئی وضع قطع اور نئی چال ڈھال کے نشہ میں مسلمان دوسرے اہم امور اور سنن نبویؐ کے ساتھ ساتھ اس مبارک سنت کو بھی فراموش کر چکا ہے اور اس کا اثر جدید تعلیم یافتہ حضرات سے آگے بڑھ کر علمائے دین میں بھی

(جیسا کہ گذشتہ شمارہ میں اعلان کیا گیا تھا۔ حضرت مولانا مدظلہ العالی کی عدم موجودگی میں مجلسِ ذکر کی بجائے حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا اردو ترجمہ ہدیہ قارئین کیا جائیگا۔ یہ مکتوبات حضرت مولانا نے خود انتخاب فرما کر ہمیں دیئے ہیں۔ آج ہم اسکی پہلی قسط شائع کر رہے ہیں)
(ادارہ)

مکتوب ۳۳ حاجی محمدؒ لاہوری کے نام

مذمت علماءِ سُو اور مدح علماءِ حق

اہل علم کا دُنیا سے محبت کرنا اور اس سے رغبت رکھنا۔ ان کے چہرۂ جمال پر بدنما داغ ہے ——— ایسے علماء سے خلائق کو اگرچہ فائدہ حاصل ہو جائے۔ لیکن ان کا علم خود ان کے حق میں نافع نہیں ہوتا۔ ہر چند تائید شریعت اور تقویت ملت ان سے ہو۔ مگر یہ تائید و تقویت اہل فجور اور اربابِ فتور سے بھی ہو جایا کرتی ہے ——— جیسا کہ سیدالانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد فاجر کے متعلق تائید دین کی خبر دی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَیُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ (بے شک اللہ تعالےٰ دین اسلام کی خدمت کسی مرد فاجر سے بھی لے لیتا ہے) ایسے علماء سنگ پارس کی مانند ہیں کہ تانبا اور لوہا جو بھی اس تک پہنچتا ہے سونا ہو جاتا ہے لیکن وہ خود پتھر کا پتھر ہی ہے۔

جو آگ پتھر اور بانس میں پوشیدہ ہے۔ اس کا حال بھی یہی ہے کہ مخلوق کو تو اس آگ سے منفعت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن خود وہ پتھر اور بانس اپنی آتش درونی سے بے نصیب ہیں ——— بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہ علم ان علماء سو کے حق میں مضرت رساں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ ان پر حجت قائم کر دیتا ہے۔

ان اشد الناس عذابا یوم القیمۃ عالم لم ینفعہ اللہ بعلمہ۔ (بے شک سب سے زیادہ شدید عذاب قیامت کے دن اس عالم پر ہوگا جس کے علم سے اللہ تعالےٰ نے اس کو نفع نہیں پہنچایا) ——— اور (علم ایسے علماء کے حق میں) مضرت رساں کیوں نہ ہو جبکہ اس علم کو جو خدا کے نزدیک عزیز اور اشرف موجودات ہے، دنیائے دَنیّہ اور مال و جاہ و ریاست کا وسیلہ بنا رکھا ہے۔ حالانکہ یہ چیزیں نزد حق تعالیٰ ذلیل و خوار ہیں اور بدترین مخلوقات ——— بلکہ سرِ عزیزِ خدا کو ذلیل کرنا اور خدا کے نزدیک جو چیز ذلیل ہے (دنیا) اس کو عزت دینا بے انتہا قبیح ہے — یہ فی الحقیقت اللہ تعالےٰ سے مقابلہ و معارضہ کرنا ہے ——— تدریس و افتاء اس وقت نافع ثابت ہوتے ہیں۔ جبکہ خالصاً لوجہ اللہ ہوں اور شائبہ حبّ و جاہ و ریاست اور حصول مال و رفعت سے خالی ہوں۔ اور اس خلو کی علامت دنیا و مافیہا سے بے پرواہ اور بے رغبت ہونا ہے۔ جو علماء کہ محبّت دُنیا کی بلا میں مبتلا ہیں وہ علماء دنیا میں سے ہیں اور یہی علماء سوء، شرار مردم اور دزدان دین (دین کے چور) ہیں۔ چاہے وہ اپنے آپ کو مقتدائے دین اور بہترین خلائق جانتے ہوں ——— یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ عَلٰی شَیْءٍ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْکَاذِبُوْنَ اسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطَانُ فَاَنْسَاھُمْ ذِکْرَ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ الشَّیْطَانِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطَانِ ھُمُ الْخَاسِرُوْنَ ○[1]

ایک درویش نے شیطان لعین کو دیکھا کہ بیکار بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بہکانے کے کام سے فارغ ہو گیا ہے اس درویش نے اس کی وجہ دریافت کی۔ شیطان نے کہا کہ اس وقت علماء سوء نے اس کام میں میری بڑی مدد کی ہے اور مجھ کو اس مہم سے بے فکر کر دیا ہے ——— سچ یہ ہے کہ اس زمانے میں ہر وہ سستی اور مداہنت، جو امور شریعت میں ہو رہی ہے اور ہر وہ فتور جو ترویج ملت میں ظاہر ہو رہا ہے۔ تمام کا تمام علماء سوء کی نحوست کا اثر ہے اور ان کی نیتوں کے فساد کا نتیجہ ہے ———

[1] گمان کرتے ہیں کہ وہ کچھ مفید کام انجام دے رہے ہیں۔ آگاہ رہو یقیناً وہ لوگ اپنے اس خیال میں جھوٹے ہیں — ان پر شیطان غالب آ گیا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی یاد کو ان کے دلوں سے فراموش کر دیا ہے۔ یہ جماعت لشکر شیطان ہے — آگاہ رہو کہ بے شک و شبہ لشکر شیطان کے افراد خسارہ میں ہیں ○

ہاں وہ علماء جو دُنیا سے بے رغبت ہیں اور جاہ و ریاست، مال و رفعت کی محبت سے آزاد ہیں۔ وہ علماء آخرت ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے وارث ہیں ——— بہترین خلائق وہی ہیں ——— فردائے قیامت میں ان کی سیاہئ قلم کو شہدائے فی سبیل اللہ کے خون کے ساتھ وزن کیا جائے گا۔ اور ان کی سیاہی کا پلّہ غالب رہے گا

نوم العلماء عبادۃ (علماء کی نیند عبادت ہے) ایسے ہی علماء کے حق میں متحقق ہے ——— یہی وہ لوگ ہیں کہ جمال آخرت اُن کی نظر میں مستحسن ہے اور قباحت دُنیا ان کے مشاہدے میں آ گئی ہے۔ آخرت کو انہوں نے پائدار دیکھا ہے اور دنیا کو داغِ زوال سے داغدار پایا ہے۔ بے شک انہوں نے خود کو باقی کے سپرد کر دیا اور فانی سے علیحدہ رکھا ہے۔ عظمتِ آخرت کا خیال رکھنا درحقیقت جلال خداوندی کا نظر میں رکھنا ہے۔ اور دنیا و ما فیہا کو ذلیل رکھنا مشاہدۂ عظمت آخرت کے لوازم میں سے ہے ——— دنیا و آخرت آپس میں سوتن سوتن ہیں — اگر ایک راضی ہوئی دوسری ناراض ہو گئی۔ اگر دنیا عزیز ہے تو آخرت خوار ہے اور دنیا خوار ہے تو آخرت عزیز ہے ——— ان دونوں کا جمع ہونا جمع اضداد کے قبیل سے ہے ..... ہاں مشائخ کی ایک جماعت نے جس نے اپنی خودی اور اپنے ذاتی ارادہ سے نجات حاصل کر لی ہے۔ صحیح نیتوں کے ساتھ اہل دنیا کی صورت بنالی ہے اور بظاہر راغب دنیا نظر آتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت ان کو کوئی تعلق دنیا سے نہیں ہے ——— دنیا و مافیہا سے ان کا باطن بالکل آزاد اور فارغ ہے ——— رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ——— کوئی چھوٹی بڑی تجارت ان کے حق میں ذکر خدا سے مانع نہیں ہوتی وہ تجارت و بیع سے تعلّق رکھتے ہوئے بھی بے تعلق ہیں۔ حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ میں نے منیٰ کے بازار میں ایک تاجر کو دیکھا کہ کم و بیش پچاس ہزار اشرفیوں کا مال اس نے خریدا اور بیچا۔ لیکن اس کا دل ایک لحظہ کے لئے بھی حق تعالیٰ سے غافل نہیں ہوا ○

(الفرقان لکھنؤ)

خطبہ یوم الجمعہ ۵ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۹ر اکتوبر ۱۹۵۹ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ۔ اما بعد

(۱) اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرنے کا حکم

(۲) اور اس کے نتائج

اس پر متعدد شواہد

(حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی بغرض عمرہ لاہور سے روانہ ہونے سے پہلے جمعہ کے خطبات تحریر فرما کر دے گئے ہیں۔ آج ہم ان میں سے پہلا خطبہ شائع کر رہے ہیں جو حضرت قبلہ کی غیر حاضری میں مولانا عبیداللہ صاحب انور نے پڑھ کر سنایا) (ادارہ)

پہلا

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡكُرُوا اللّٰهَ ذِكۡرًا كَثِیۡرًا ۵) سورۃ الاحزاب ع ۶ پ ۲۲۔

ترجمہ ۔ اے ایمان والو۔ اللہ کو بہت یاد کیا کرو۔

دوسرا

اِنَّ الۡمُسۡلِمِیۡنَ وَالۡمُسۡلِمٰتِ وَالۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ وَالۡقٰنِتِیۡنَ وَالۡقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیۡنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیۡنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالۡخٰشِعِیۡنَ وَالۡخٰشِعٰتِ وَالۡمُتَصَدِّقِیۡنَ وَالۡمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیۡنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالۡحٰفِظِیۡنَ فُرُوۡجَهُمۡ وَالۡحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیۡنَ اللّٰهَ كَثِیۡرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةً وَّاَجۡرًا عَظِیۡمًا ۵) سورۃ الاحزاب ع ۵ ۔ پ ۲۲

ترجمہ ۔ بیشک اللہ تعالٰے نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں اور ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں اور فرمانبردار مردوں اور فرمانبردار عورتوں اور سچے مردوں اور سچی عورتوں اور صبر کرنے والے مردوں اور صبر کرنے والی عورتوں اور عاجزی کرنے والے مردوں اور عاجزی کرنے والی عورتوں اور خیرات کرنیوالے مردوں اور خیرات کرنے والی عورتوں اور روزہ دار مردوں اور روزہ دار عورتوں اور پاکدامن مردوں اور پاکدامن عورتوں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مردوں اور بہت یاد کرنیوالی عورتوں کے لئے بخشش اور بڑا اجر تیار کیا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جو مرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بخشش اور بہت بڑے اجر کا تمغہ لینا چاہتے ہیں۔ انہیں یہ دس صفتیں اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں

ورنہ

اگر ان دس صفتوں سے خالی اور کورے ہو کر مرنے کے بعد بارگاہ الٰہی میں پیش ہوئے تو پھر قانونی طور پر تم بخشش اور اجر عظیم کے مستحق نہیں ہوگے دیدے تو اس کا فضل ہوگا اور اگر نہ دے تو اس پر کوئی الزام نہیں ہوگا۔

مغفرت کے خواہشمند

مردوں اور عورتوں کو مذکورۃ الصدر آیت کو آنکھیں کھول کر اور عقل خداداد کو بیدار کرکے اس آیت کو پڑھنا چاہیئے کہ آیا ہم اللہ تعالٰے کی مغفرت اور اجر عظیم پانے کے قانوناً مستحق ہیں ۔ ہاں اللہ تعالٰے اگر اپنے قانون کو بالائے طاق رکھ کر محض اپنے فضل سے ہمیں دوزخ سے بچا کر جنت میں پہنچا دے ۔ تو قادر مطلق ہے۔

ہاں کوئی قائل

اس خیال سے کسی شخص کو قتل نہیں کر سکتا کہ چونکہ بادشاہ کے اختیارات میں یہ چیز بھی ہے کہ اگر چاہے تو قاتل پر رحم کھا کر اسے قتل نہ کرے بلکہ بری کر دے۔ اگرچہ بادشاہ رحم کرکے چھوڑ سکتا ہے ۔ مگر یہ بھی ممکن ہے کہ اس قاتل کے حق میں اس کے رحم کا جذبہ جوش میں نہ آئے ۔ بعینہ یہی حال اللہ تعالٰے کے معاملہ میں بھی ہے کہ اللہ تعالٰے جس مجرم کو چاہے معاف فرما دے ۔ مگر یہ بھی تو ممکن ہے ۔ کہ اس شخص کے حق میں وہ رحمت کا جذبہ (اس کے دوسرے گناہوں کے سبب سے) جوش میں نہ آئے ۔ وما علینا الا البلاغ۔

تیسرا (شاہد)

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِیۡتُمۡ فِئَةً فَاثۡبُتُوۡا وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِیۡرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۚ) سورۃ الانفال ع ۶ پ ۱۰ ۔ ترجمہ ۔ اے ایمان والو۔ جب کسی فوج سے ملو۔ تو ثابت قدم رہو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو ۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔

حاصل

یہ نکلا کہ اے مسلمانو۔ اگر تم میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ میں اپنے قدم جمائے رکھوگے اور اللہ تعالٰے کو اس وقت بھی بہت یاد کروگے تو اس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ تم دشمن پر فتح پاؤگے اور یہ فتح دراصل اللہ تعالٰے کے ذکر خیر کی برکت کے باعث ہوگی۔

چوتھا (شاہد)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِكۡرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الۡبَیۡعَ ؕ ذٰلِكُمۡ خَیۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۵ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانۡتَشِرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِیۡرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۵) سورۃ الجمعہ ع ۲ ۔ پ ۲۸) ترجمہ ۔ اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو ذکر الٰہی کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ تمہارے لئے یہی بات بہتر ہے ۔ اگر تم علم رکھتے ہو

پس جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں چلو پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔

حاصل

یہی نکلا۔ کہ نماز کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کیا کرو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی امداد شامل حال ہو اور تم دشمنان اسلام پر فتح پا لو۔ بہرحال ذکر الٰہی کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ ذکر الٰہی کی برکت سے رحمت الٰہی جوش میں آئے گی۔ اور تم میدانِ جنگ میں فتح پاؤ گے۔ وماعلینا الا البلاغ

برادران اسلام آپ نے دیکھا

کہ گذشتہ پیش کردہ شواہد میں اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنے والوں کو مغفرۃ اور اجر عظیم اور فلاح (نجات) کے تین وعدے دیئے گئے ہیں۔ مغفرت کی معنی بخشش ہے یعنی سارے گناہ بخشے جانے کا وعدہ۔ اور فلاح کی معنی نجات یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جانا۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ جب شاہنشاہ حقیقی بکثرت ذکر الٰہی کرنے والوں کے لئے اعلان فرما رہے ہیں تو پھر اس مغفور و مرحوم کو قیامت کے دن کے عذاب کا کوئی کھٹکا رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں البتہ یہ ضروری ہے کہ انسان بکثرت ذکر الٰہی کرنے والی عادت کو مرتے دم تک نباہے۔ پھر یقیناً یہی نتائج برآمد ہونگے۔ اس کی شہادت قرآن مجید سے ملاحظہ ہو۔

(وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ)

سورۃ الحجر ع ۶ پ ۱۴۔ ترجمہ۔ اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔ یہاں تک کہ تمہیں موت آئے۔

میرا مطلب یہ ہے

کہ کثرت ذکر الٰہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے جو وعدے اپنے ذاکر بندوں سے کئے ہیں۔ وہ یقیناً پورے ہو کر رہیں گے بشرطیکہ ذاکرین اپنے اس فرض منصبی کو مرتے دم تک نباہیں۔ اللھم اجعلنا منھم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی برکتوں کا ذکر

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ وَ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضؓ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَ نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنْ عِنْدَهٗ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ اور ابو سعیدؓ سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم اللہ کے ذکر کے لئے نہیں بیٹھتی۔ مگر یہ کہ اس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور ان پر رحمت چھا جاتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اطمینان قلب اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر ان شخصوں میں کرتا ہے جو اس کے قریب ہیں یعنی مقرب فرشتے۔

انسان کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا فخر ہو سکتا ہے

کہ دنیا میں بسنے والے انسانوں کا ذکر اللہ تعالیٰ ان فرشتوں میں کرے۔ جو اس کے مقرّب ہیں۔

دوسری حدیث

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَيِّتِ (متفق علیہ) ترجمہ۔ ابو موسےٰؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور وہ جو (اللہ تعالیٰ کو) یاد نہیں کرتا مثل زندہ اور مُردہ کے ہے۔

یعنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔ وہ زندہ ہے اور جو ذکر نہ کرے وہ مُردہ ہے۔

حضورؐ انور کے نقطۂ نگاہ سے دیکھو

تو یہ کہنا پڑے گا کہ دنیا میں چلنے پھرنے والوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں اکثریت مردوں کی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی نعمتیں تو استعمال کرتے ہیں اور مردوں کی طرح عبادت سے محروم ہیں۔ وماعلینا الا البلاغ

تیسری حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَ اَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَ اِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ (متفق علیہ) ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ میری نسبت جو خیال و گمان رکھتا ہے۔ میں اس کے لئے ایسا ہی ہوں (یعنی اس سے اس کے گمان کے مناسب معاملہ کرتا ہوں) اور جب میرا بندہ ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے۔ میں اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو ان لوگوں سے بہتر ہوتی ہے۔

چوتھی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَّطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِیْ قَالَ يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيُحَمِّدُوْنَكَ وَ يُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ قَالَ فَيَقُوْلُ كَيْفَ لَوْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَّاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا وَ اَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا قَالَ فَيَقُوْلُ فَمَا يَسْاَلُوْنَ قَالُوْا يَسْاَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ فَهَلْ رَاَوْهَا فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَ اَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ فَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ

لَوْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ (رواہ البخاری) وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فُضُلًا يَبْتَغُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ قَعَدُوْا مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى يَمْلَأُوْا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَإِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا إِلَى السَّمَاءِ قَالَ فَيَسْأَلُهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ فِي الْأَرْضِ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيُهَلِّلُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيَسْأَلُوْنَكَ قَالَ وَمَاذَا يَسْأَلُوْنِيْ قَالُوْا يَسْأَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ قَالَ وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِيْ قَالُوْا لَا أَيْ رَبِّ قَالَ وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِيْ قَالُوْا وَيَسْتَجِيْرُوْنَكَ قَالَ وَمِمَّ يَسْتَجِيْرُوْنَنِيْ قَالُوْا مِنْ نَّارِكَ قَالَ وَهَلْ رَأَوْا نَارِيْ قَالُوْا لَا قَالَ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِيْ قَالُوْا يَسْتَغْفِرُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوْا وَأَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا قَالَ يَقُوْلُوْنَ رَبِّ فِيْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ وَإِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ فَيَقُوْلُ وَلَهٗ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں میں اُن لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے جو ذکر الٰہی کرتے ہیں پس جب وہ کسی جگہ ذکر الٰہی کرنے والے لوگوں کو پا لیتے ہیں تو اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہتے ہیں آؤ اپنے مقصد کی طرف آؤ (یعنی اللہ کے ذکر کو سننے اور اللہ کا ذکر کرنے والوں سے ملنے) اس کے بعد وہ فرشتے آ جاتے ہیں اور اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانک لیتے ہیں اور آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا (کہ جب فرشتے واپس جاتے ہیں تو) ان کا پروردگار ان سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے کہ میرے بندے کیا کر رہے تھے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ تیری پاکی بیان کر رہے تھے۔ تیری عظمت اور بزرگی کا ذکر کر رہے تھے۔ تیری تعریف کر رہے تھے۔ اور عظمت کے ساتھ تجھ کو یاد کر رہے تھے پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ خدا کی قسم انہوں نے تجھے دیکھا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے اور بہت زیادہ تیری پاکی کا ذکر کرتے پھر اللہ تعالےٰ پوچھتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں، فرشتے کہتے ہیں۔ وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے جنّت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں خدا کی قسم انہوں نے جنّت کو نہیں دیکھا ہے اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے اگر وہ جنّت کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو جنّت کی خواہش ان میں بڑھ جاتی۔ جنت کی طلب ان میں زیادہ ہو جاتی۔ اور جنت کی طرف ان کی رغبت بہت بڑھ جاتی پھر اللہ (تعالےٰ) پوچھتا ہے اور وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں دوزخ کی آگ سے۔ اللہ تعالےٰ پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ نہیں خدا کی قسم۔ اے پروردگار اس کو انہوں نے دیکھا نہیں ہے۔ اللہ (تعالےٰ) فرماتا ہے۔ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا۔ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو وہ اس سے بہت زیادہ بھاگتے اور بہت زیادہ خوفزدہ ہوتے اللہ (تعالےٰ) فرماتا ہے۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ (یہ سُن کر) ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے۔ ان لوگوں میں ایک ایسا بھی شخص تھا۔ جو ان میں شامل نہ تھا۔ راہ چلتا کھڑا ہو گیا تھا۔ اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے۔ وہ (یعنی اللہ کا ذکر کرنے والے لوگ) ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ محروم نہیں رکھا جاتا۔ ان کے پاس بیٹھنے والا (مذکور الصدر بیان بخاری شریف میں آیا ہے۔

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ (تعالےٰ) کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے۔ زیادہ پھرنے ــ اور گشت لگانے والی۔ یہ جماعت ذکر الٰہی کی مجلسوں کو تلاش کرتی رہتی ہے۔ پس جب یہ فرشتے کسی ایسی مجلس کو پاتے ہیں۔ جس میں خدا کا ذکر ہوتا ہے۔ تو یہ فرشتے بھی اس مجلس میں بیٹھ جاتے ہیں اور بعض فرشتے بعض کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ساری فضا جو آسمان اور اس مجلس کے درمیان ہے۔ فرشتوں سے بھر جاتی ہے۔ پھر جب ذکر کرنے والوں کی یہ مجلس منتشر ہو جاتی ہے (یعنی اس مجلس سے اُٹھ کر سب چلے جاتے ہیں) تو یہ فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور (ساتویں) آسمان تک پہنچتے ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے۔ حالانکہ اللہ (تعالیٰ) ان سے زیادہ ذکر الٰہی کرنے والوں کے حال سے واقف ہوتا ہے۔ تم کہاں سے آ رہے ہو۔ فرشتے کہتے ہیں ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آ رہے ہیں جو زمین میں ہیں اور جو تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ تیری عظمت کا ذکر کرتے ہیں۔ تیرا کلمہ پڑھتے ہیں اور تجھ کو تیری بزرگی کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور تجھ سے سوال کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ پوچھتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں۔ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔ اللہ (تعالیٰ) پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے فرشتے کہتے ہیں۔ اے پروردگار نہیں۔ اللہ (تعالےٰ) فرماتا ہے اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا۔ پھر فرشتے کہتے ہیں اور وہ تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ (تعالےٰ) پوچھتا ہے وہ کس چیز سے میرے ذریعہ پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں تیری دوزخ کی آگ سے۔ اللہ (تعالیٰ) پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے میری دوزخ کی آگ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ میری دوزخ کی آگ

کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا فرشتے کہتے ہیں اور وہ تجھ سے بخشش بھی مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں نے ان کو بخش دیا اور وہ چیز بھی دی۔ جو انہوں نے مانگی۔ یعنی جنت اور اس چیز سے پناہ بھی دی۔ جس سے انہوں نے پناہ مانگی یعنی دوزخ سے۔ فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار۔ ان میں فلاں بندہ بھی تھا جو بڑا گنہگار ہے۔ وہ کہیں جا رہا تھا کہ راستہ میں ان لوگوں کے پاس بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ وہ ایسی جماعت ہے۔ جس کے پاس بیٹھنے والے کو بھی محروم نہیں رکھا جاتا۔

پانچویں حدیث

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَزْکَاھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْوَرِقِ وَخَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ رواہ مالک و احمد والترمذی و ابن ماجۃ اِلَّا اَنَّ مَالِکًا وَقَفَہٗ عَلٰی اَبِی الدَّرْدَاءِ۔ ترجمہ۔ ابو الدرداءؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تم کو آگاہ نہ کروں تمہارے اعمال میں سے بہترین اعمال پر اور تمہارے بادشاہ کے خیال میں بہت پاکیزہ اعمال ہیں اور تمہارے درجات میں وہ اعمال بہت بلند ہیں۔ اور تمہارے لئے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہیں اور تمہارے لئے اس سے بہتر ہیں کہ تم اپنے دشمن سے ملو۔ (یعنی لڑائی میں) اور تم ان کی گردنوں کو مارو اور وہ تمہاری گردنوں کو ماریں۔ صحابہؓ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا وہ اللہ (تعالیٰ) کا ذکر ہے۔

چھٹی حدیث

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ وَاَرْفَعُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ الذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذَّاکِرَاتِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمِنَ الْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَیْفِہٖ فِی الْکُفَّارِ وَالْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یَنْکَسِرَ وَیَخْتَضِبَ دَمًا فَاِنَّ الذَّاکِرَ لِلّٰہِ اَفْضَلُ مِنْہُ دَرَجَۃً (رواہ احمد والترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب) ترجمہ ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک درجہ میں کونسا بندہ افضل اور ارفع (سب سے بلند مرتبہ والا) ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا اللہ (تعالیٰ) کو بہت یاد کرنے والے اور بہت یاد کرنے والیاں (یعنی عورتیں) پھر سوال کیا گیا یا رسول اللہؐ کیا ذکر الٰہی کرنے والا خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی افضل ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر (جہاد کرنے والا) اپنی تلوار کافروں اور مشرکوں میں چلائے۔ یہاں تک کہ اسکی تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خود (یعنی جہاد کرنے والا) یا تلوار خون سے رنگین ہو جائے۔ (یعنی وہ شہید ہو جائے) پھر بھی خدا کا ذکر کرنیوالا مرتبہ میں اس سے بہتر ہے۔

ساتویں حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الشَّیْطَانُ جَاثِمٌ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ خَنَسَ وَاِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ (رواہ البخاری) ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کے دل (کی تاک) میں لگا ہوا ہے۔ پس جس وقت آدمی خدا کا ذکر (دل سے) کرتا ہے شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب ذکر الٰہی سے غافل ہوتا ہے وسوسے پیدا کرتا ہے۔

آٹھویں حدیث

عَنْ مَالِکٍ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ ذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَالْمُقَاتِلِ خَلْفَ الْفَارِّیْنَ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَغُصْنٍ اَخْضَرَ فِیْ شَجَرٍ یَابِسٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَثَلُ الشَّجَرَۃِ الْخَضْرَاءِ فِیْ وَسْطِ الشَّجَرِ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ مِثْلُ مِصْبَاحٍ فِیْ بَیْتٍ مُّظْلِمٍ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ یُغْفَرُ لَہٗ بِعَدَدِ کُلِّ فَصِیْحٍ وَّاَعْجَمٍ وَالْفَصِیْحُ بَنُوْ اٰدَمَ وَالْاَعْجَمُ الْبَھَائِمُ رواہ رزین * مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۹۰۔

امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ کا ذکر کرنیوالا غافل لوگوں میں ایسا ہوگا جو بھاگنے والوں کے پیچھے دشمن سے لڑتا رہے۔ اور غافل لوگوں میں ذکر الٰہی کرنے والا سبز ٹہنی کی مانند ہے جو خشک درخت میں ہو۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ (ذکر کرنے والا) اس سبز درخت کی مانند ہے۔ دوسرے درختوں کے درمیان جو سارے خشک ہو چکے ہیں اور غافل انسانوں میں خدا کا ذکر کرنیوالا چراغ کے مانند ہے جو اندھیرے گھر میں ہو اور غافلوں میں ذکر الٰہی کرنے والے کو اللہ (تعالیٰ) اسکی زندگی ہی میں دکھا دیتا ہے جو جگہ اس کی جنت میں ہے۔ اور غافل انسانوں میں خدا کا ذکر کرنے والے کی بخشش کی جاتی ہے۔ اس کے گناہوں کی بمقدار شمار ہر فصیح اور عجمی کے۔ اور فصیح سے مراد انسان ہیں اور عجم سے مراد جانور ہیں۔

نویں حدیث

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ مَا عَمِلَ الْعَبْدُ عَمَلًا اَنْجٰی لَہٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (رواہ مالک والترمذی و ابن ماجہ)۔ ترجمہ۔ معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے۔ بندہ جو عمل کرتا ہے۔ اس میں ذکر الٰہی سے بہتر اور عذاب الٰہی سے نجات دینے والا کوئی عمل نہیں ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والی اور کوئی چیز نہیں ہے۔

دعا

اللھم وفقنا لما تحب وترضی واجعل اخرتنا خیرا من الاولٰے۔

ترجمہ۔ اے اللہ جن کاموں کو تو پسند کرتا ہے اور جن کاموں کے کرنے سے تو راضی ہوتا ہے۔ ہمیں ان کاموں کے کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اور ہماری پچھلی زندگی کو پہلی سے بہتر بنا۔ آمین یا الٰہ العالمین

پرچہ نہ ملنے کی اطلاع بروقت دیں۔ دیر سے اطلاع دینے والے ارکا ٹکٹ ساتھ بھیجیں۔

از صوفی محمد رمضان صاحب تمنا ملتانی

اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

قسط دوم

گزشتہ سے پیوستہ

ایک یہودی لڑکا حضورؐ کے اخلاق سے کس طرح متاثر ہوا

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا اور ایک دفعہ وہ بیمار ہوا تو آپؐ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ آپؐ نے دیکھا کہ اس کا باپ اس کے سرہانے بیٹھا ہوا تورات پڑھ رہا ہے۔ آپؐ نے اس کے باپ سے فرمایا۔ میں تجھ کو اس خدائے بزرگ و برتر کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جس نے موسیٰؑ پر تورات نازل فرمائی ہے۔ کیا تورات کے اندر میرے اوصاف میری صفات اور میرے مبعوث ہونے کا حال بھی پاتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اس کے لڑکے نے کہا ہاں خدا تعالیٰ کی قسم یا رسول اللہؐ ہم آپ کی صفات آپؐ کے اوصاف اور آپؐ کے پیدا ہونے کا حال تورات میں پاتے ہیں اور میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں اور اعتراف کرتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود عبادت کے قابل نہیں۔ اور آپؐ خدا تعالےٰ کے سچے رسول ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر صحابہؓ سے فرمایا اس کے باپ کو اسکے سرہانے سے اٹھا دو اور تم اپنے بھائی کے والی و محافظ بنو۔ یعنی اسکی تجہیز و تکفین کرو۔

آہستہ آہستہ گفتگو کرنا

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل بات نہ کرتے تھے جس طرح تم باتوں میں بات کرتے چلے جاتے ہو۔ آپؐ ایک بات کو علیحدہ علیحدہ کرتے۔ اگر کوئی شخص آپؐ کے جملوں کو گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔ (مسلم و بخاری متفق)

آپؐ بہت زیادہ باحیا تھے

حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اس طرح ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپؐ کا سارا منہ کھل گیا ہو۔ آپؐ جب ہنستے تو مسکرایا کرتے تھے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہایت حیادار تھے ان کنواری لڑکیوں سے زیادہ حیادار جو پردہ میں ہوں اور جب کوئی بات آپؐ کے خلاف مزاج ہوتی تو ہم آپؐ کے چہرے سے آپکی ناگواری محسوس کر لیتے۔ (بخاری و مسلم)

آپؐ کی سخاوت انعام و اکرام کا نمونہ

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں ایک، مسلمان خاتون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک چادر پیش کی۔ اس نے کہا حضورؐ! میں نے صرف آپؐ کو پہنانے کے لئے اس کو اپنے ہاتھ سے بُنا ہے۔ آپ نے وہ چادر اس سے لے لی اور آپؐ کو اس کی ضرورت بھی تھی، آپؐ نے اس کا اپنا تہبند بنایا اور اس کو پہن کر ہمارے سامنے تشریف لائے اُسے دیکھ کر ایک شخص نے عرض کیا۔ یہ چادر بہت اچھی ہے مجھے پہنا دیجئے آپؐ نے فرمایا اچھا۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر گھر تشریف لے گئے اور چادر کو تہ کر کے اس شخص کو بھجوا دی۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرامؓ نے اس کو ملامت کی تم نے یہ کام اچھا نہیں کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چادر کی ضرورت تھی۔ تم نے ان سے مانگ لی۔ تم کو پہلے ہی معلوم تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا سوال مسترد نہیں کرتے اس نے جواب دیا۔ خدا کی قسم۔ میں نے اس کو پہننے کی غرض سے نہیں مانگا۔ میں اس چادر مبارک کو اپنا کفن بنانا چاہتا ہوں۔ حضرت سہلؓ فرماتے ہیں۔ جس وقت وہ مرا ہے یہ چادر اس کا کفن تھی (بخاری)

ایک قیدی پر حضورؐ کے اخلاق کا اثر

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کے دشمنوں کی طرف چند سوار بھیجے۔ وہ شہر یمامہ کے حکم ثمامہ بن آثال کو گرفتار کر کے لے آئے اور اس کو مسجد النبی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ حضورؐ اس کے پاس آئے اور دریافت کیا۔ ثمامہ! کیا حال ہے۔ اس نے جواباً عرض کیا۔ اچھا حال ہے۔ اگر تم نے مجھے قتل کیا تو میری قوم تم سے انتقام لے لے گی۔ اور اگر مجھ پر احسان کر کے چھوڑ دو گے تو عمر بھر تمہارا شاکر رہوں گا۔ اور اگر مال کی خواہش ہے۔ تو جتنا مال آپؐ چاہیں۔ میں پیش کرنے کو تیار ہوں۔ یہ سن کر حضورؐ واپس تشریف لے آئے۔ دوسرے روز پھر اس کے پاس گئے اور یہی گفتگو ہوئی اور اس کے متعلق کوئی فیصلہ صادر کرنے کے بغیر واپس تشریف لے آئے۔ تیسرے روز پھر گئے۔ اُس نے وہی پرسوں والا جواب دہرایا کہ اگر مجھ کو قتل کیا تو میری قوم تجھ سے انتقام لے لے گی اور اگر احسان کر کے چھوڑ دو گے تو عمر بھر آپ کا شکریہ ادا کرتا رہوں گا اور اگر مال کی خواہش ہے تو حسب مطالبہ زر فدیہ بھی پیش کرنے کو تیار ہوں۔ حضورؐ نے حکم صادر فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو۔ ثمامہ چھوٹتے ہی ایک قریب کے باغ میں گیا۔ غسل کر کے مسجد النبیؐ میں واپس آیا اور بلند آواز سے کلمہ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔ (میں صدق دل سے اقرار کرتا ہوں کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود ہی نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بندہ اور رسول ہیں) پڑھا اور عرض کیا حضورؐ کل تک میرے نزدیک روئے زمین پر آپؐ سے زیادہ کوئی بدترین شخص نہ تھا۔ لیکن آج آپؐ کے اخلاق حسنہ کی وجہ سے میرے نزدیک روئے زمین پر آپؐ سے زیادہ کوئی شخص بھی میری نظروں میں محبوب نہیں۔ خدا کی قسم کل تک میں دین اسلام کو روئے زمین کے کل مذہبوں سے زیادہ بدترین سمجھتا تھا۔ لیکن آج آپ ہی کا دین اسلام میرے نزدیک روئے زمین پر سب سے زیادہ اچھا مذہب ہے۔ واللہ کل تک میرے تنفر کی یہ حالت تھی۔ کہ آپؐ کا یہ شہر مدینہ بھی میری نظروں میں بدترین شہر تھا۔ لیکن آج یہ تغیر ہے کہ میرے نزدیک روئے زمین پر آپؐ کے اس شہر سے زیادہ اچھا کوئی شہر ہی نہیں۔ حضورؐ میں عمرہ

کرنے مکہ جا رہا تھا۔ راستہ میں آپ کی سوار فوج نے مجھ کو قید کر لیا۔ اب کیا ارشاد ہے۔ حضورؐ نے اولاً تو اس کو اسلام قبول کرنے کی مبارکباد دی۔ پھر حکم دیا۔ تم بدستور اپنا عمرہ کرنے مکہ جاؤ۔ جس وقت حضرت ثمامہؓ نے سرزمین حرم میں قدم رکھا تو ایک کافر نے کہا۔ تم بے دین ہو گئے۔ انہوں نے جواب دیا۔ بیدین تو نہیں ہوا۔ البتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اسلام قبول کر لیا ہے۔ اسے اہل مکہ کان کھول کر سن لو۔ جب تک حضورؐ کی اجازت نہ ہوگی۔ آج کے بعد یمامہ کی گندم کا ایک دانہ بھی تمہارے پاس نہ آئیگا (مسلم)

حضورؐ کے اعلےٰ اخلاق

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے شروع کا ذکر ہے کہ میں بہت بھوکا رہتا تھا۔ کئی کئی دن فاقے سے گذر جاتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ ہر وقت میں حضورؐ کے پاس علم حاصل کرنے کے لئے موجود رہتا کسب کرنے کے لئے کہیں نہیں جاتا تھا۔ بھوک سے میرا یہ حال ہوتا کہ اوندھے منہ زمین پر پڑا رہتا اور بھوک ٹالنے کے لئے پیٹ پر پتھر باندھے رہتا۔ میں ایک روز سڑک پر بیٹھ گیا۔ حضرت ابوبکرؓ وہاں سے گذرے میں نے اُن سے ایک آیت کا مطلب پوچھا میرے پوچھنے کا مطلب یہی تھا کہ یہ مجھ کو روٹی کھلا دیتے۔ لیکن وہ سیدھے چلے گئے اور مجھ کو روٹی لا کر نہیں دی تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمرؓ تشریف لائے۔ میں نے ان کو بھی اسی غرض کے لئے چھیڑا۔ لیکن انہوں نے بھی کچھ خیال نہیں کیا۔ اور اپنا راستہ لیا۔ کچھ مدت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ مجھ کو دیکھ کر تبسم فرمایا۔ اور میرے چہرے سے سمجھ گئے کہ میں بھوکا ہوں۔ فرمایا۔ ابوہریرہؓ میں نے عرض کیا حضور لبیک (فرمایئے حاضر ہوں) فرمایا میرے پیچھے آؤ۔ حسب ارشاد آپ کے پیچھے ہو گیا۔ آپ اپنے مکان میں داخل ہوئے۔ میں نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضورؐ نے مجھ کو اجازت دی میں اندر گیا۔ ایک کٹورے میں دودھ تھا۔ گھر والوں سے دریافت کیا۔ یہ کہاں سے آیا؟ عرض کیا۔ فلاں شخص نے آپ کو تحفۃً بھیجا ہے مجھ سے فرمایا۔ ابوہرہؓ! میں نے عرض کیا حضورؐ لبیک۔ فرمایا جاؤ اہل صفہ کو بلاؤ۔ اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے۔ نہ اُن کی بیویاں تھیں نہ بچے اور نہ اُن کے پاس کچھ مال تھا۔ حضورؐ کے پاس جب کوئی صدقہ آتا تو آپ خود اس میں سے کچھ نہ لیتے۔ سیدھا ان کے پاس بھیج دیتے اور جب کوئی تحفہ آتا تو ان سب کو بلا لیتے اور اُن کے ساتھ مل کر خود بھی کھانے میں شریک ہوتے۔ جب حضورؐ نے یہ فرمایا۔ اہل صفہ کو بلا لاؤ تو مجھ کو شاق گذرا۔ میں نے (دل میں) کہا۔ اتنا تھوڑا سا دودھ ہے۔ اہل صفہ کو کب کافی ہوگا۔ میں زیادہ حقدار تھا۔ مجھ کو پینے کے لئے دے دیتے۔ تاکہ اس سے میری کمر کسی قدر سیدھی ہو جاتی۔ جب اس طرح کا کوئی تحفہ آتا تو حضورؐ مجھ کو ہی بُلانے کے لئے بھیجتے اور میں باری باری سے ایک ایک کو بلاتا۔ اس وقت میرے دل میں یہی خیال تھا کہ اس دودھ سے مجھ کو کیا ملے گا۔ لیکن اللہ اور رسولؐ کی اطاعت لازمی و ضروری تھی ناچار اُن کو بلانے گیا۔ سب میرے ساتھ آئے اور حضورؐ کے مکان پر پہنچ کر سب نے داخل ہونے کی اجازت مانگی۔ حضورؐ نے سب کو اجازت دی۔ اندر آئے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ حضورؐ نے مجھ سے فرمایا۔ ابوہرہؓ۔ میں نے جواب دیا لبیک۔ فرمایا یہ دودھ باری باری سے سب کو پلاؤ میں نے کٹورا لیا اور ایک ایک کو دینا شروع کیا۔ ہر شخص جب خوب سیر ہو جاتا تب باقی دودھ واپس کرتا۔ پھر میں دوسرے کو دیتا۔ جب سب پینے سے فارغ ہو گئے تو آخر میں حضورؐ کی باری تھی۔ حضورؐ نے دودھ کا کٹورا اپنے ہاتھ پر رکھا۔ میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا۔ کہا ابوہرہؓ۔ میں نے جواب دیا حضورؐ! لبیک۔ فرمایا۔ اب صرف میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ فرمایا۔ بیٹھ جاؤ اور یہ دودھ پیو۔ حسب ارشاد میں بیٹھ گیا اور دودھ پینا شروع کیا۔ جب میں نے آپ کے لئے دودھ چھوڑا تو حضورؐ نے فرمایا اور پیو اور خوب سیر ہو کر پیو۔ حسب ارشاد میں نے دوبارہ پینا شروع کیا۔ جب میں نے اپنے منہ سے کٹورا ہٹایا تو حضورؐ نے فرمایا اور پیو۔ الغرض حضورؐ بار بار یہی فرماتے رہے خوب پیو۔ میں نے عرض کیا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپؐ کو برحق نبی بھیجا ہے۔ سب رگیں بھر چکیں۔ اب کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ فرمایا۔ اچھا کٹورا مجھ کو دو۔ میں نے کٹورا آپ کے حوالہ کیا۔ حضورؐ بسم اللہ پڑھ کر اور خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے باقی دودھ پی گئے۔ (بخاری شریف)

سبحان اللہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق اعلےٰ تھا کہ سخت سے سخت آدمی بھی حضورؐ کے اخلاق سے متاثر ہو جاتے تھے۔ ان ارشادات سے ہم کو بہت کچھ سبق حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر ہم غور کریں قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو خطاب کرکے فرمایا ہے۔

لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(ترجمہ) تمہارے لئے رسولؐ کی ذات میں اچھا نمونہ ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے اور حضورؐ اور خلفائے راشدین کے نقش قدم پر ہم کو چلائے آمین ثم آمین۔

محمد احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند اہم تعلیمات

حضورؐ کی تعلیمات انسانیت کی تکمیل کیلئے جس قدر ممکن ذرائع ہو سکتے ہیں۔ سب پر حاوی ہیں۔ اس جگہ اہم ترحدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔ ان احادیث کو خود یاد کریں اور بچوں کو زبانی یاد کرائیں۔

۱۔ **حسن نیت**۔ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ پس جس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہے۔ اس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہے اور جس نے ہجرت کی نکاح کی غرض سے یا دنیا کمانے کے لئے۔ پس اس کی ہجرت اس کے لئے ہے۔ جس کی اس نے نیت کی۔

۲۔ **نیکی کی اشاعت**۔ خدا اس بندے کو آباد کرے جس نے میری باتوں کو سنا اور دوسروں کو پہنچا دیا (مسلم)

۳۔ **اسلام کی بنیاد**۔ اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے۔ کوئی معبود نہیں سوا خدا کے۔ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں نماز۔ روزہ حج زکوٰۃ پر (بخاری و مسلم)

۴۔ **کامل اطاعت**۔ جس چیز کا میں نے حکم دیا اس پر عمل کرو۔ جس چیز سے روکا رک جاؤ۔ کیونکہ اس سے پہلے لوگ اپنے نبیوں سے اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہو گئے تھے۔ (بخاری و مسلم)

۵۔ **دین کیا ہے**۔ دین نام ہے اللہ کی کتاب اس کے رسول خلفائے اسلام اور

عام مسلمانوں سے خیر خواہی کرنے کا۔ (مسلم)

(۶) جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی بات پیدا کی جو اس میں نہیں ہے۔ وہ مردود ہے۔ (بخاری)

(۷) مشکوک و مشتبہ چیز چھوڑ کر یقینی بات اختیار کرو۔ (نسائی و ترمذی)

(۸) بہترین اسلام۔ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ فضول باتوں کو ترک کر دے۔ (ترمذی)

(۹) تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ جبتک میں اس کے نزدیک اس کے والد لڑکے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں (بخاری)

(۱۰) تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے (بخاری)

(۱۱) جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ نیک بات کہے ورنہ خاموش رہے (بخاری ومسلم)

(۱۲) جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ پڑوسیوں کی عزت کرے۔ (بخاری)

(۱۳) جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ (بخاری ومسلم)

(۱۴) ایک صحابیؓ نے حضورؐ سے وصیت طلب کی فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔ (بخاری)

(۱۵) خدا نے ہر چیز پر شفقت واجب کی یہاں تک کہ ذبح کرو تو اس پر بھی شفقت کرو۔ (بخاری)

(۱۶) تجھ کو حیا نہ ہو تو جو چاہے کر (بخاری)

(۱۷) حیا ایمان کی شاخ ہے۔ (بخاری)

(۱۸) کہہ اللہ پر ایمان لایا اور اس پر جم جا (مسلم)

(۱۹) اگر تو روزے رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام گردانتا ہے تو تو جنتی ہے۔

(۲۰) نیکی وہ ہے۔ جس سے دل مطمئن ہو جائے اور بدی وہ ہے جو دل میں کھٹک پیدا کرے۔ اگرچہ لوگ فتویٰ دیتے رہیں (مسند احمد حنبل)

(۲۱) جس نے اپنے بھائی کی کوئی ضرورت پوری کی۔ خدا قیامت کی ضرورتوں سے اس کی ضرورت پوری کرے گا (بخاری)

(۲۲) جس نے اپنے بھائی کا کوئی عیب چھپایا۔ خدا اس کے عیوب دنیا و آخرت میں چھپائیگا۔ (بخاری)

(۲۳) جس نے علم کا راستہ اختیار کیا اس نے جنت کا راستہ اختیار کیا۔ (بخاری)

(۲۴) تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کی خواہشات شریعت کے تابع نہ بن جائیں۔ (بخاری ومسلم)

(۲۵) جب تک کوئی اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔ خدا اس کی مدد میں رہتا ہے (بخاری)

(۲۶) اولاد کو اچھی تربیت ایک صاع خیرات سے بہتر ہے۔ (مسند احمد)

(۲۷) علم سکھاؤ اور نرمی کرو۔ خوشخبری دو۔ نفرت نہ دلاؤ۔ غصہ آئے تو سکوت اختیار کرو۔ (مسند احمد)

(۲۸) دنیا کے لئے ایسا عمل کرو۔ گویا ہمیشہ رہوگے اور آخرت کے لئے ایسا کرو۔ گویا کل مروگے (دارمی)

(۲۹) تم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ تمہاری اولاد تمہارے ساتھ سلوک کرے گی۔ (مسند احمد)

(۳۰) تم باہمی جاسوسی نہ کرو۔ حسد نہ کرو۔ بغض نہ رکھو اور اے خدا کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔ (بخاری)

(۳۱) اعلان حق۔ سچ کہو اگرچہ کڑوا ہی کیوں نہ ہو (مسلم)

(۳۲) حق کہو۔ اگرچہ تیری جان کے خلاف ہو۔ (جامع صغیر)

(۳۳) بدخلقی عمل کو ایسا برباد کرتی ہے۔ جیسے شہد کو سرکہ (جامع صغیر)

(۳۴) بہترین لوگ وہ ہیں جو اچھے اخلاق کے مالک ہیں۔ (ابن ماجہ)

(۳۵) ایک ساعت انصاف ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے (ترمذی)

(۳۶) مہاجر وہ ہے جس نے ہر اس چیز کو ترک کر دیا۔ جس کو خدا نے منع کیا۔ (بخاری)

(۳۷) محبوب اعمال۔ نماز اول وقت پر جہاد فی سبیل اللہ اور حج مبرور (بخاری)

(۳۸) بہترین عمل وہ ہے۔ جو ہمیشہ رہے۔ اگرچہ کم ہو۔ (بخاری)

(۳۹) محبت کا پھل۔ جو جس سے محبت کرے گا۔ حشر میں اس کی رفاقت نصیب ہوگی۔ (بخاری کتاب البر)

(۴۰) درخت لگانے کا ثواب۔ اگر کسی مسلمان نے درخت لگایا اور اس کے پھل سے کسی انسان یا حیوان نے کھایا تو اس کو صدقہ ملے گا۔ (بخاری کتاب الادب)

صحیح بخاری و مسلم احمد جامع صغیر ترمذی متروک حکم۔ میں سے چالیس حدیثیں جمع کی گئی ہیں جو دین اور دنیا دونوں میں کام آنے والی ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان کو پڑھایا جائے۔ یاد کیا جائے اور اپنی روزانہ زندگی میں ان پر عمل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے

بقیہ دارالعلوم دیوبند کی غیبی نصرت صفحہ ۳ سے آگے

آتیں اور دودھ کا پیالہ لے کر کھڑی ہو جاتیں۔ اسی سلسلہ میں آپ کی اہلیہ محترمہ کا بیان ہے کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ حضرت نے نوافل میں پوری شب گذار دی اور میں بھی پوری شب پیالہ لے کر کھڑی رہی (سوانح قاسمی ج ۱ ص ۵۱۸)

حضرت نانوتویؒ کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ آپ کی رفیقہ حیات فرائض واجبات اور نوافل کے دوامی التزام کے ساتھ ساتھ یہ بھی کرتیں کہ بعد نماز صبح سر پر اور منہ پر دوپٹہ ڈال کر ہلکی ضرب سے ذکر کیا کرتی تھیں۔ آندھی ہو۔ مینہ ہو۔ سردی ہو۔ گرمی ہو۔ اس میں بال برابر فرق نہیں آتا تھا۔ اور حضرت نانوتویؒ کی اہلیہ صاحبہ کو حدیث سننے کا بڑا شوق تھا۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب آپ کے بڑے پوتے تھے۔ انہوں نے جب حدیث شروع کی تو ان سے حدیث پڑھوا کر سنتی تھیں اور اس کا بے حد اثر ہوتا تھا۔ مولانا قاری صاحب کا بیان ہے کہ جب میں سبق پڑھ کر گھر آتا تو سبق کی تقریر دادی صاحبہ کو سنایا کرتا تھا۔ جبتک میں تقریر کرتا رہتا۔ اُن کی آنکھوں سے آنسو مسلسل جاری رہتے (سوانح قاسمی ج ۱ ص ۵۱۹)

سبحان اللہ یہ سب کچھ حضرت نانوتویؒ کے اخلاق اور خلوص کا اثر تھا کہ رئیس گھرانے کی لڑکی کو چند دنوں کی مجلس نے اتنا اونچا عالی شان رتبہ عطا فرمایا۔ اسی طرح آپ کے اخلاق و خلوص نے اتنی تیزی سے کام کیا کہ دارالعلوم دیوبند کے تمام ملازمین چپڑاسی سے لے کر صدر مدرس تک تمام صاحب نسبت اور اولیاء اللہ تھے

یہ سب کو معلوم ہے کہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند آپ کا ہی ساختہ اور پرداختہ ہے اور گویا کچھ اس کا کارخانہ کہ چھوٹی سی سرکار۔ مگر ہرگز کبھی اس کی کسی چیز سے نفع نہیں اٹھایا اور کبھی کسی ڈھنگ سے مدرسہ سے ایک حبہ تک کے روادار نہ ہوئے۔ (سوانح قاسمی ص ۵۳۶)

(باقی پھر)

محمد شفیع عمر الدین

سفارش

قسط اوّل

اس جہان میں اپنی مقصد براری کے لئے انسان ہر ممکن سفارش کی کوشش کرتا ہے۔

مگر یاد رکھیں سفارشیں دو قسم کی ہیں ایک اچھے کام کے لئے دوسری بُرائی کے لئے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہماری رہنمائی کے لئے فرمایا ہے۔ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ (النسآء آیت ۸۵ - ع ۱۱) ۔ ترجمہ۔ جو کوئی اچھی بات کی سفارش کرے۔ اسے بھی اس سے حصہ ملے گا اور جو کوئی بُری بات میں سفارش کرے۔ اس میں ایک بوجھ اس پر ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ نیک بات کی سفارش باعث ثواب ہے اور بُری بات کی سفارش عذاب کا موجب ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "ہرکہ شفاعتی کند شفاعتی نیک اورا بہرہ از ثواب آں و ہرکہ شفاعتی بد باشد اورا حصۂ عذاب آں۔ مثلاً سپارس گدائے بتونگری تا او بدہند نیک است، و سپارش سارق تا دست او نبرند درست نیست۔"

یعنی جو کوئی سفارش کرے وہ نیک سفارش ہو۔ اس کے ثواب سے اسے بھی حصہ ملے گا۔ اور جو بُری سفارش کرے اس کے گناہ کا عذاب اُسے بھی ہوگا۔ مثال کے طور ایک مسکین کی ایک تونگر کو سفارش کرنا کہ اسے کچھ دیا جائے نیک سفارش ہے۔ اور چور کی سفارش (حاکم کو کرنا) کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے (یعنی چوری کی سزا نہ دی جائے) جائز نہیں۔

نتیجہ یہ نکلا۔ بُری بات کی سفارش ہرگز نہ کرنی چاہیئے اور نیک بات کی سفارش بیشک کی جائے۔ بلا تحقیق اندھا دھند سفارشیں نہ کرتے رہنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ غلط سفارش سے کسی کی حق تلفی ہو جائے اور وہ ہمارے گناہوں کا موجب بن جائے۔

حضرت ابن کثیرؒ فرماتے ہیں "جو شخص کسی امر خیر میں کوشش کرے تو اُسے بھی اس بھلائی کا ثواب ملے گا۔ اور اس کے خلاف کوشش کرے اور بد نتیجہ برآمد کرے اس کی اس کوشش اور نیت کا اس پر بھی بوجھ ہوگا۔ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ سفارش کرو۔ اجر پاؤ گے اللہ اپنے نبیؐ کی زبان پر وہ جاری کریگا جو چاہے۔ یہ آیت ایک دُوسرے کی سفارش کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس مہربانی کو بھی دیکھیئے کہ فرمایا محض سفارش پر ہی اجر مل جائے گا۔ خواہ اس سے کام بنے یا نہ بنے۔

اُس جہان میں

مرنے کے بعد انسان اکیلا جائے گا۔ کوئی سفارشی ساتھ نہ ہوگا۔ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ (الانعام آیت ۹۴ ع ۱۱ پ ۷) اور البتہ تم ہمارے پاس ایک ایک ہو کر آ گئے۔ جس طرح ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تمہیں دیا تھا۔ وہ اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے ہو اور ہم تمہارے ساتھ ان سفارش کرنیوالوں کو نہیں دیکھتے جنہیں تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں شریک ہیں تمہارا آپس میں قطع تعلق ہو گیا ہے۔ اور جو تم خیال کرتے وہ سب جاتا رہا۔

حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ فرماتے ہیں۔ "نہ سر پر ٹوپی۔ نہ پاؤں میں جوتی۔ تہی دست چلے آ رہے ہو اور جس ساز و سامان پر فخر و ناز تھا۔ ہمراہ نہیں لائے۔ کہیں پیچھے چھوڑ آئے ہو (یعنی) جن کو تم سمجھتے تھے کہ آڑے وقت میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گے اور مصیبت میں ساتھ ہوں گے۔ وہ کہاں چلے گئے۔ آج ہم ان کو تمہاری سفارش اور حمایت پر نہیں دیکھتے۔ حمایت و نصرت کے وہ علاقے آج ٹوٹ گئے اور جو لمبے چوڑے دعوے تم کیا کرتے تھے۔ سب رفو چکر ہو گئے۔

حدیث۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردہ کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں۔ دو (دفن کے بعد) لوٹ آتی ہیں اور ایک اسکے ساتھ رہ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ اس کے گھر والے اور اس کا مال اور اسکے اعمال جاتے ہیں۔ گھر والے اور مال تو واپس آ جاتا ہے اور اعمال ساتھ رہ جاتے ہیں (بخاری۔ کتاب الرقاق)

حاصل یہ نکلا کہ مرنے کے بعد دنیاوی جاہ و حشمت، مال و دولت، خویش و اقارب یار و دوست سب پیچھے رہ جاتے ہیں۔ صرف اس کے اعمال اس کے ساتھ رہتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کو بھول کر باطل پرستی میں گمُ ہو جانے والے کو کیا اتنی بھی عقل نہیں کہ

سفارشی اور کارساز

صرف اللہ ہی ہے۔ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ (السجدۃ آیت ۴) ترجمہ۔ تمہارے لئے اس (اللہ) کے سوا نہ کوئی کارساز ہے نہ سفارشی۔

یعنی سب امور کی تدبیر اللہ وحدہٗ لا شریک ہی کرتا ہے۔ کسی کو مجال نہیں کہ اس کے اذن بغیر اس کے حضور میں کسی کی سفارش کر سکے۔

جس کا تعلق باللہ ہی خراب ہو اس کے لئے سفارش کا اذن کیونکر ہوگا۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ (الزمر آیت ۴۴) ترجمہ۔ کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور حمائتی بنا رکھے ہیں کہہ دو کیا اگرچہ وہ کچھ اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ عقل رکھتے ہوں کہہ دو ہر طرح کی حمایت اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

حاصل یہ نکلا۔ کہ سفارش کا مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ باقی بُت یا معبودانِ باطل جن کو مشرک اللہ تعالےٰ کا شریک بنائے بیٹھے ہیں۔ حمایت اور سفارش کا ذرہ بھر بھی اختیار نہیں رکھتے۔

اس کی اجازت بغیر

کوئی کسی کے لئے سفارش نہیں کرے گا

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ

(البقرہ آیت ۲۵۵) ترجمہ۔ ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے سوا اس کے ہاں سفارش کر سکے۔

اور اجازت بھی مستحقین اجازت کو ملیگی۔ اور سفارش بھی ان کی ہی جائیگی جو ایماندار ہوں گے۔

لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا ٥ (مریم آیت ۸۷)

ترجمہ۔ کسی کو سفارش کا اختیار نہیں ہوگا۔ مگر جس نے رحمٰن کے ہاں اجازت لی ہو۔

(موضح القرآن) "یعنی جس کو اللہ نے وعدہ دیا ہو۔ وہی سفارش کرے گا۔

(حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کا حاشیہ)

"یعنی جس کو اللہ نے شفاعت کا وعدہ دیا۔ مثلاً ملائکہ، انبیاء صالحین وغیرہم وہی درجہ بدرجہ سفارش کریں گے۔ بدوں اجازت کسی کو زبان ہلانے کی طاقت نہ ہوگی۔ اور سفارش بھی ان لوگوں کی کر سکیں گے جن کے حق میں سفارش کئے جانے کا وعدہ دے چکے ہیں۔ کافروں کے لئے شفاعت نہ ہوگی۔"

حدیث۔ قیامت کے دن تین قسم کے لوگ سفارش کریں گے۔ اوّل انبیاء پھر علماء۔ پھر شہداء (مشکوٰۃ بحوالہ ابن ماجہ)

حدیث۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ قیامت کے دن سب سے زیادہ سعادت حضورؐ کی شفاعت کی کس شخص کو حاصل ہوگی؟ فرمایا ابوہریرہؓ چونکہ تجھ کو حدیث حاصل کرنے کا ایک شغف ہے۔ اس لئے میرا گمان تھا اس حدیث کو تجھ سے پہلے کوئی نہیں پوچھے گا۔ قیامت کے دن میری شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ اس شخص کو حاصل ہوگی۔ جس نے خالصاً دل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا ہو۔

یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَہٗ قَوْلًا ٥

(طٰہٰ آیت ۱۰۹ ع ۶)

اس دن سفارش کام نہیں آئے گی۔ مگر جسے رحمٰن نے اجازت دی اور اسکی بات پسند کی۔

حضرت ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔ "قیامت کے روز کسی کی مجال نہ ہوگی۔ کہ دوسرے کے لئے شفاعت کرے۔ ہاں جسے اللہ اجازت دے۔ نہ آسمان کے فرشتے بلا اجازت کسی کی سفارش کر سکیں گے اور نہ کوئی اور بزرگ بندہ۔

سب سے پہلے اللہ تعالٰے کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفارش فرمائیں گے۔

حدیث۔ قیامت کے دن میں آدمؑ کی اولاد کا سردار بنوں گا اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا۔ اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ (مشکوٰۃ)

(حاشیہ شیخ الاسلام عثمانی رحمۃ اللہ علیہ)

یعنی اس کی سفارش چلے گی۔ جس کو اللہ تعالٰی کی طرف سے سفارش کی اجازت ملے۔ اس کا بولنا خدا کو پسند ہو۔ اور بات ٹھکانے کی کہے اور ایسے شخص کی سفارش کرے۔ جس کی بات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ خدا کو پسند آ چلی ہو۔ **کافر کے حق میں** سفارس نہیں چلے گی۔"

اس لئے

انسان کا بھلا اس بات میں ہے۔ کہ ایمان کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رہے اور کفر و شرک سے دور بھاگے۔ تاکہ کل کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو۔ عقل کا تقاضا تو یہی ہے۔

ءَ اَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْئًا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ٥

(یٰس آیت ۲۳) ترجمہ۔ کیا میں اس کے سوا اوروں کو معبود بناؤں کہ اگر رحمٰن مجھے تکلیف دینے کا ارادہ کرے تو انکی سفارش کچھ بھی میرے کام نہ آئے اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں

افسوس

ہے ان کے حال پر جو اس حقیقت سے غافل ہیں اور اللہ تعالٰے معبود حقیقی کو چھوڑ کر دوسروں کے سامنے جھکتے ہیں اس مشرکانہ فعل کی تاویل بھی غلط کرتے ہیں اور اپنے کئے پر نادم نہیں ہوتے

وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ ھٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللہِ (یونس آیت ۱۸)

ترجمہ۔ اور اللہ کے سوا اس چیز کی پرستش کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکے اور نہ انہیں نفع اور کہتے ہیں اللہ کے ہاں یہ ہمارے سفارشی ہیں۔

تفسیر ابن کثیرؒ میں ہے۔ مشرکوں کا خیال تھا کہ جن کو ہم پوجتے ہیں۔ یہ خدا کے ہاں ہمارے سفارشی ہونگے اس غلط عقیدے کی قرآن کریم تردید فرماتا ہے کہ وہ کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ ان کی شفاعت تمہیں کچھ کام نہ آئے گی"۔

ان کے خود ساختہ

معبودوں کا ذکر تو چھوڑیئے۔ اس کے حضور میں تو مقرب ملائکہ کی یہ حالت ہے

وَکَمْ مِّنْ مَّلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللہُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَرْضٰی

(النجم آیت ۲۶) ترجمہ۔ اور بہت سے فرشتے آسمان میں ہیں کہ جن کی شفاعت کسی کے کچھ بھی کام نہیں آتی۔ مگر اس کے بعد اللہ جس کے لئے چاہے اجازت دے۔ اور پسند کرے۔

(حاشیہ حضرت شیخ الاسلام عثمانی رح)

"ان بتوں کی تو حقیقت کیا ہے۔ آسمان کے رہنے والے مقرب فرشتوں کی سفارش بھی کچھ کام نہیں دے سکتی۔ ہاں اللہ جس کے حق میں سفارش کرنے کا حکم دے اور اس سے راضی ہو تو وہاں سفارش بے شک کام دے گی۔ ظاہر ہے کہ اس نے نہ بتوں کو سفارش کا حکم دیا۔ نہ کفار سے راضی ہے۔" (باقی دارد)

مخیر حضرات کی خدمت میں اپیل

یہ مدرسہ حضرت استاد العلماء مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ سابق صدر مدرس دار العلوم دیوبند کے والد بزرگوار نے بنایا تھا اور عرصہ ۵۰ سال سے خدمت اسلام کر رہا ہے۔ مدرسہ میں ۵۰ طلباء کے خورد و نوش کا انتظام ہے۔ تین مدرس ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد مدرسہ کو بہت کم امداد مل رہی ہے۔ اس وقت مدرسہ مبلغ سات ہزار روپیہ کا مقروض ہے۔ اب ہم مدرسہ کو راولپنڈی تبدیل کرنا چاہتے ہیں لیکن یہاں دیگر اخراجات کے علاوہ مکان کی بھی تکلیف ہے اول تو مکان کا ملنا مشکل ہے۔ اگر ملتا ہے تو کم از کم مبلغ تیس ہزار ۳۰ روپیہ قیمت کا۔ قرضہ کی ادائیگی اور ان اخراجات کی وجہ سے مجبور ہو کر تمام مخیر حضرات کی خدمت میں اپیل کی جاتی ہے کہ مدرسہ کی دل کھول کر امداد فرما کر عند اللہ ماجور ہوں تاکہ مدرسہ بدستور سابق خدمت اسلام کرتا رہے

منی آرڈر وغیرہ روانہ کرنے کا پتہ۔

(مولانا) محمد سرور شاہ (صاحب) مہتمم معظم عربی مدرسہ چوہدری حق نواز روڈ چنگی ۱۳ ڈھوک حکم داد بالمقابل احاطہ کوڑھیاں راولپنڈی شہر

بقیہ: بسم اللہ کے فضائل و احکام

(ص ۵ سے آگے)

سرائیت کر چکا ہے کہ اپنی تصانیفات و تالیفات کو اس مقدس نام سے شروع کرنے کی بجائے دیگر الفاظ سے ابتداء کرتے ہیں اور بعض حضرات اپنی تقاریر کو خطباتِ مسنونہ سے شروع کرنے کی بجائے یورپ کے ٹکسالی الفاظ بزرگو! اور دوستو! سے کرتے ہیں اور ممکن ہے کہ ہماری تحریر و تقریر کی ناکامی کا سبب یہی ہو۔ بہت افسوس ہے کہ قوم کا یہ ذہن بن چکا ہے کہ جہاں کوئی مقرر اپنی تقریر کا آغاز خطبۂ مسنونہ سے کرتا ہے تو کہتے ہیں "کہ یہ تو کوئی مُلّا ہے وُہی پرانا وعظ کہے گا" روشن خیالوں سے زیادہ اہل علم کا ترکِ خطبۂ مسنونہ و بسم اللہ تعجب انگیز ہے اور اس مضمون کی تحریر کا منشاء بھی یہی ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں بسم اللہ کی عزت و مقام پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ کہ وہ ہر کام کی ابتداء اسی پاک کلام سے کریں۔

یہی وہ پاک کلام ہے کہ جس دُعا کے آغاز میں اسے پڑھ لیا جائے تو وہ دُعا لوٹائی نہیں جاتی۔ چنانچہ حدیث نبوی ہے:-

لَا یُرَدُّ دُعَاءٌ اَوَّلُہٗ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ ؁

یعنی جس دُعا کے اوّل میں بسم اللہ پڑھا جائے وہ لوٹائی نہیں جاتی۔

(یعنی قبول ہو جاتی ہے)

بِسْمِ اللّٰہ کے متعلق دیگر بہت سے فضائل مروی ہیں، اُن کا بھی تذکرہ کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۱) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے مروی ہے۔

من رفع قرطاسًا من الارض
فیھا بِسْمِ اللّٰہِ الرحمن
الرحیم اجلالًا لہ ان
یدرس کتب عند اللہ
من الصدیقین ؁

جو شخص ایسے کاغذ کو زمین سے بغرضِ تعظیم اُٹھائے جس پر بسم اللہ لکھا ہو، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیقین میں لکھ دیا جاتا ہے۔

(۲) حضرت ابوداؤدؒ نے اپنے مراسیل میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لکھے ہوئے کاغذ پر گذر ہُوا جو زمین پر پڑا تھا۔ آپؐ نے پوچھا "یہ کیا ہے"، ایک صحابی نے عرض کیا "بِسْمِ اللّٰہ ہے"، تو آپؐ نے فرمایا:-

لعن من فعل ھٰذا
لا تضعوا بِسْمِ اللّٰہ الا
فی موضعہٖ ؁

جس شخص نے ایسا کیا ہے وہ ملعون ہے بِسْمِ اللّٰہ کو ایسی جگہ نہ لکھنا چاہیئے جہاں اندیشہ ہو۔

لعنت، رحمتِ خداوندی سے دُوری کو کہتے ہیں۔ بسم اللہ کو بے ادبی کی جگہ لکھ کر ڈالنے والے کو ترجمانِ وحی، زبان سے ملعون فرمایا گیا ہے۔ اس سے بسم اللہ کی عظمت و عزّت ظاہر ہوتی ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عام خط و کتابت اور ایسے کاغذات میں جن سے لاپرواہی برتی جاتی ہے، تو اُن میں بسم اللہ کا لکھنا جائز نہیں۔ اگر کسی نے لکھا اور بے ادبی ہوئی تو لکھنے والا گنہگار ہوگا اسی وجہ سے بسم اللہ کی بجائے خط و کتابت میں اس کے اعداد ۷۸۶ لکھنا تجویز کیا گیا ہے۔

حضرت عامر کی معافی

(دیندار مسلمان)

عامر بن ترحیل عراق کے علماء کے امام کے پاس ایک بیہودہ سا آدمی آیا اور اُن کو بہت بُرا کہا، گالیاں دیں سخت سست کہا۔ آپ اس کی طرف دیکھتے رہے، سنتے رہے اور کوئی جواب نہیں دیا جب وہ سب کچھ کہہ چکا تو فرمایا، بھائی جو جو بات تم نے کہی ہے اگر یہ سچی ہے تو تم مجھے معاف کر دو، میں معافی چاہتا ہوں اگر یہ سب جھوٹ ہے تو میں تم کو معاف کرتا ہوں، یہ کہا اور نماز کی نیت باندھ لی۔

دینداری کی بات یہ ہے کہ اگر اپنی برائی معلوم ہو تو اس پر کہنے والے کے سخت لہجہ اور طعنے کا خیال نہ کیا جائے۔ اس سے معافی مانگی جائے اور اس بات کو چھوڑ دیا جائے اور اگر غلط اور جھوٹ ہے تو اس سے کہنے والا مسلمان بھائی گناہ میں مبتلا ہوتا ہے۔ جوانمردی کی بات یہ ہے کہ اس کو معاف کر دیا جائے۔ نہ دنیا میں بدلہ لیا جائے نہ آخرت میں اپنے بھائی کی تکلیف کو گوارا کیا جائے اور خود معاف کرنے کا ثواب الگ ملیگا۔ یہ نفس کا دھوکہ ہے کہ اگر ہم ایک بات کا دس گنا یا کم سے کم برابر کا جواب نہ دیں گے تو اس کا حوصلہ اور جرأت بڑھتی ہے۔ نہیں نہیں ایسا نہیں ہے آپ کی شرافت کا سکہ ایک نہ ایک دن اس کے دل پر جم کر رہیگا۔ نفس اس کو ذلت قرار دیکر بھڑکاتا ہے لیکن یہ عارضی اور ظاہری ذلت ہے۔ حقیقت میں شرافت کی زبردست عزت اور ثواب کی بات ہے نفس کے اس دھوکے میں ہرگز نہ آنا چاہیئے جو لوگ نفس کو دبانے کی نیک عادت اختیار کرتے ہیں وہ دونوں جہان میں فلاح پاتے ہیں تو کیا ہم نفس کے دبانے کی کوشش کرینگے؟

از عبداللہ ناظم مجلس عروج اسلام لاہور

ارشادات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو۔ خدام الدین ۲۸ اگست ۱۹۵۹ء

۲۱۔ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ وَ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُھَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْقَصَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْءٌ (مسلم عن جریر بن عبداللہ)

جس شخص نے کوئی نیک کام اسلام میں کیا تو اس کو اور اس کے بعد جتنے لوگ اس نیک کام کو کریں گے سب کو ثواب ہوگا۔ اور پہلے شخص کو بعد والوں کے نیک کام پر بھی ان تمام کے اجر و ثواب کے برابر ثواب ہوگا۔ بغیر اس کے کہ ان کے اجر میں کچھ کمی کی جائے اور جو شخص برا کام اسلام میں جاری کرے گا۔ تو اس کو اور اس کے بعد جو بھی اس کو اپنائے گناہ گار ہوگا اور بعد والے لوگوں کے برابر پہلا شخص (موجد گناہ) بھی سزا کا مستحق اور گنہگار ہوگا۔ بغیر اس کے کہ بعد والوں کی سزا میں کچھ کمی کی جائے

۲۲۔ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَۃِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِیْ ھٰذَا وَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ وَ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی (ابو داؤد عن ابی سعید الخدریؓ۔ منقول از تفسیر خازن مصری جلد اول صـ۲۷۷)۔

تین مسجدوں کے علاوہ سفر (زیارت) کرنا درست نہیں۔ میری اس مسجد (مسجد نبویؐ) مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔

۲۳۔ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ (ابو داؤد عن ابی سعید الخدریؓ)۔ میرے ساتھیوں کو گالی مت دو

۲۴۔ حُرِمَتِ التِّجَارَۃُ فِی الْخَمْرِ (ابوداؤد عن عائشہؓ) شراب کی تجارت حرام ہے۔

۲۵۔ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَ مُوْکِلَہٗ وَ کَاتِبَہٗ وَ شَاھِدَیْہِ وَقَالَ ھُمْ سَوَاءٌ (مسلم عن جابرؓ کتاب الربوا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور سود دینے والے اور سودی کتابت کرنے والے اور سودی گواہی دینے والے پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ یہ سب سود میں برابر کے شریک ہیں۔

۲۶۔ لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرَضِ وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ (ابو داؤد عن ابی ہریرہؓ)

انسان مال و دولت کی کثرت کی وجہ سے غنی نہیں ہوتا۔ بلکہ اصل غنی ہونا تو دل کا ہے۔

۲۷۔ اِنَّ الصِّدْقَ یَھْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَ اِنَّ الْبِرَّ یَھْدِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ صِدِّیْقًا وَ اِنَّ الْکِذْبَ یَھْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَ اِنَّ الْفُجُوْرَ یَھْدِیْ اِلَی النَّارِ وَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ کَذَّابًا (ابو داؤد عن عبداللہؓ ابن مسعودؓ)۔

سچ بولنا نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنّت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے۔ اور جھوٹ بولنا فسق و فجور کی راہ دکھاتا ہے۔ اور فجور جہنّم کی طرف لے جاتا ہے اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے۔ یہانتک کہ اللہ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔

۲۸۔ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَیْکَ (ابوداؤد عن ابی ہریرہؓ)۔ اے بندے تو اللہ کی راہ میں خرچ کر۔ میں تجھ پر خرچ کرونگا۔

۲۹۔ اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاکَ فِیْ صَدْرِکَ وَ کَرِھْتَ اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْہِ النَّاسُ (مسلم عن النواس بن سمعانؓ منقول از تفسیر خازن مصری جلد اول صـ۴۶۱)

نیکی حسن خلق ہے اور گناہ جو تمہارے دل میں کھٹکے اور اسپر لوگوں کے مطلع ہونے کو مکروہ اور ناپسند سمجھو۔

۳۰۔ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ تُقْبَلْ لَہٗ صَلٰوۃٌ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فَاِنْ عَادَ لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ لَہٗ صَلَاۃً اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فَاِنْ عَادَ لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ لَہٗ صَلَاۃً اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فَاِنْ عَادَ الرَّابِعَۃَ لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ لَہٗ صَلَاۃً اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا فَاِنْ تَابَ لَمْ یَتُبْ عَلَیْہِ (ترمذی عن ابن عمرؓ)

جو شخص شراب پیئے اسکی چالیس فجر کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں۔ اگر توبہ کرے تو اللہ تعالےٰ رجوع فرما لیتا ہے۔ اگر پھر اعادہ کرے تو پھر چالیس فجر کی نمازیں اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔ اگر توبہ کرے تو توبہ قبول کر لیتا ہے۔ پھر اگر اعادہ کرے تو پھر چالیس دن تک فجر کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ہاں توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کر لیتا ہے اور اگر پھر چوتھی مرتبہ شراب پیئے تو پھر نہ تو نماز ہی قبول ہوگی اور نہ توبہ قبول ہوگی۔

۳۱۔ اَیُّھَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ (ترمذی عن عبداللہؓ بن سلام)

لوگو سلام کو آپس میں پھیلاؤ

۳۲۔ رَغِمَ اَنْفُہٗ رَغِمَ اَنْفُہٗ رَغِمَ اَنْفُہٗ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْہِ عِنْدَ الْکِبَرِ اَوْ اَحَدَھُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ (مسلم عن ابی ہریرہؓ)

اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ دریافت کیا گیا کس کی یا رسول اللہؐ؟ فرمایا۔ جسنے اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں (دونوں کو یا ایک کو) پایا۔ لیکن پھر بھی (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔

۳۳۔ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِ جَارَہٗ وَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ وَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ (ابوداؤد عن ابی ہریرہؓ)

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ پڑوسی کو ایذا نہ پہنچائے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ مہمان کی عزت کرے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ بات کرے تو بھلائی کی بات کرے۔ ورنہ خاموش رہے۔

۳۴۔ لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَۃِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَہٗ عِنْدَ الْغَضَبِ (ابو داؤد۔ عن ابی ہریرہؓ)۔

کسی کو پچھاڑنا پہلوانی نہیں۔ پہلوانی تو یہ ہے کہ غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھا جائے

۳۵۔ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ

ثَلَاثًا قُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰہِ وَ عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ اَلَا وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ (بخاری و مسلم عن ابی بکرۃؓ الصدیق) —
کیا میں تجھ کو تین بڑے گناہ نہ بتلاؤں؟ ہم نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ۔ فرمایا کہ (۱) اللہ کے ساتھ شریک کرنا۔ اور (۲) والدین کی نافرمانی کرنا اور یاد رکھو کہ (۳) جھوٹی گواہی دینا۔ اور جھوٹی بات کہنا۔

۳۶۔ کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قَالُوْا وَمَنْ یَّاْبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی (بخاری عن ابی ہریرۃؓ) — میری تمام اُمت جنت میں داخل ہوگی۔ مگر جس نے میرا انکار کیا۔ صحابہؓ نے دریافت کیا۔ کہ آپؐ کا کون انکار کرتا ہے؟ فرمایا۔ جس نے میری اطاعت کی۔ وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے نافرمانی کی اس نے میرا انکار کیا۔

۳۷۔ مَنْ رَّاٰی مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ (مسلم عن ابی سعیدؓ الخدری)
جو شخص تم میں سے برائی کو ہوتے ہوئے دیکھے۔ اس کو چاہیئے کہ اس کو ہاتھ کے ذریعہ سے مٹا دے۔ اگر اسکی طاقت نہ ہو تو زبان سے اسکو مٹا دے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو کم از کم دل میں تو اس کو برا سمجھے۔ یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے۔

۳۸۔ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْهِكُوا الشَّوَارِبَ اَعْفُوا اللُّحٰی (بخاری و مسلم عن ابن عمرؓ) مشرکین کی مخالفت اس طرح پر کرو۔ کہ مونچھیں کترواؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔

۳۹۔ مَنْ لَّمْ یَاْخُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَیْسَ مِنَّا (ترمذی۔ نسائی۔ عن زید ابن ارقمؓ) جو شخص مونچھیں نہ کترائے۔ وہ ہماری جماعت میں سے نہیں۔

معلوم ہوا کہ داڑھی رکھنا سنت ہے جس کے متعلق ارشاد نبوی ہے۔ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ جس شخص نے میری سنت سے منہ موڑا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے داڑھی کا مذاق اُڑانے والے حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا مذاق اڑاتے ہیں۔ انہیں اپنے دین و ایمان کی خیر منانا چاہیئے۔

جب کوئی خیال یا عقیدہ دل میں گھر کر جائے تو انسان کے اعضاء و جوارح پر اس کا اثر ظاہر ہونے لگتا ہے انگریز بھی تسلیم کرتے ہیں کہ دل کی کیفیات کا اثر چہرے پر بھی ہوتا ہے۔
(FACE IS THE INDEX OF HEART)
اسی بنا پر تو کہا جاتا ہے کہ جب اللہ اور اسکے رسول کی عزت و عظمت اور محبت دل میں بیٹھ جاتی ہے تو اللہ اور اسکے رسول کے ہر ہر حکم کی اطاعت و فرمانبرداری آنکھوں سے دکھائی دینے لگتی ہے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ اصلاح الرسوم میں داڑھی نہ رکھنے والے کے لئے تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری قرار دیتے ہیں۔ فقیہ الہند مفتی کفایت اللہ دہلوی نور اللہ مرقدہٗ تعلیم الاسلام میں داڑھی نہ رکھنے کو یا رکھنا۔ لیکن ایک مشت سے کم رکھنے کو کبائر میں شمار کرتے ہیں شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ "ہر قوم و ملت کے کچھ خصوصی امتیازات، نشانات اور علامات ہوتی ہیں۔ جن کے باعث وہ قوم دوسری اقوام سے علیحدہ اور ممتاز گنی جاتی ہے۔ اور زندہ قوموں کی صف میں شمار کی جاتی ہے۔ ایسے ہی مسلمان قوم کے بھی کچھ خصوصی امتیازات و نشانات اور علامات ہیں۔ منجملہ اور علامات کے داڑھی رکھنا بھی ان ہی امتیازات میں شامل ہے۔"

۴۰۔ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَهُمَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۰ (بخاری و مسلم۔ بخاری کی آخری حدیث)
دو کلمے زبان پر خفیف۔ لیکن میزان عمل میں بھاری اور خدا کے ہاں پسندیدہ ہیں اور وہ ہیں۔ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ ۴۵

۴۴ یہ چند احادیث پیش خدمت ہیں خود عمل کیجئے۔ اس ناکارہ کو بھی درگاہ رب العزت میں دعا کرتے وقت نہ بھولیئے۔ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہونے کی وجہ سے عہد کرنا چاہیئے کہ ہم اپنی تمام زندگی کتاب و سنت کے دائرہ میں رہ کر بسر کریں گے۔ اور دوسروں کو اس کی تلقین کریں گے کہ یہی تبلیغ ہے۔
اس چہل حدیث کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعائے مبارک پر تمام کرتا ہوں۔
اللھم برد قلبی بالثلج والبرد والماء البارد۔ اللھم نق قلبی من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس۔

سلام علیٰ خیر الانام وسید
حبیب الٰہ العالمین محمدؐ

بقیہ: بچوں کا صفحہ

(صـ۱۹ سے آگے)

واپس آیا۔ امتحان میں شرکت نہ کرسکنے اور سال بھر کی شب و روز کی محنت کے ایک ہی پل میں ضائع ہو جانے پر جو صدمہ اُسے گذرا وہی خوب، جانتا ہے۔ صفیہ اور رقیہ کو بھی شرمندگی کے علاوہ بہت رنج ہوا، لیکن انور رنج کے بارے کچھ کہہ نہ سکا۔ کہا تو یہ کہا کہ "تمہیں اب بھی اگر ان وہموں کے بے اصل و بے بنیاد ہو جانے کا یقین ہو جائے اور آئندہ ان کی تقلید چھوڑ دو تو میں جانوں گا کہ میرا یہ سال رائیگاں نہیں گیا، بلکہ نیک لگا۔"
عزیز بچو! تم نے دیکھا جھوٹے وہموں کی اتباع کرنے سے کیا نقصان ہوا؟ آپ بھی اُن سے بچو اور دوسروں کو بھی نصیحت کرو کہ وہ ان سے پرہیز کریں۔ (وما علینا الا البلاغ)

رسول اللہ سے محبت کا دعویٰ
اور پھر
مستقل نافرمانی
یہ محبت نہیں انکار ہے۔

بچوں کا صفحہ

اوہام باطلہ

ابن العزیز یار محمد نیاز۔ ڈگری (تھرپارکر)

محترم نونہالو! آج کے اس مختصر مضمون میں ہم تمہیں اُن جھوٹے وہموں کے متعلق کچھ بتائیں گے جو عوام میں عقیدہ کی جگہ اختیار کر چکے ہیں۔

انور کا امتحان بالکل قریب تھا، صرف دو یوم کا وقفہ تھا اس کے امتحان کا، سنٹر وہاں سے یک صد میل دور ایک بڑے شہر میں مقرر ہُوا تھا، اس نے سوچا کہ مجھے امتحانگاہ میں ایک روز قبل پہنچ جانا چاہیئے آ کر اپنی بڑی بہن رقیہ سے کہا، "میرا ضروری سامان اور کتابیں باندھ دو۔ مجھے آج جانا ہے"۔

آج بدھ کا دن تھا، رقیہ جھٹ سے بولی!

"نہیں! ہرگز نہیں! آج تمہیں نہیں جانے دوں گی؟ آج بدھ کا دن ہے"

"تو پھر کیا ہُوا؟ بُدھ کے دن سفر کرنا ممنوع ہے کوئی؟" انور نے آہستگی سے کہا!

رقیہ بولی! "بُدھ بچھو"، تمہیں معلوم نہیں کیا؟ اس روز جو کوئی اپنے عزیزوں سے بچھڑتا ہے اُسے پھر ملنا نصیب نہیں ہوتا"۔

"یہ کہاں کی حدیث نکال لائی ہو" انور نے پوچھا۔

"بزرگوں کا کہنا ہے.... اور اسی رشیدہ کا حال دیکھو، بُدھ کے دن ماں سے جُدا ہوئی اور اب اُسے ایسی جُدائی نصیب ہوئی ہے کہ پھر ملنا نصیب نہیں ہُوا،" زندہ مثال موجود ہے۔" رقیہ نے جواب دیا!

"غلط! سراسر غلط!" انور بولا! "پچھلے بدھ مطر صاحب سفر پر روانہ ہوئے تھے اور بسلامتی واپس آ گئے ہیں .... بدھ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا نہ کسی کی تقدیر میں اُسے بُدھ کے دن نقصان پہنچنا لکھا ہُوا ہوتا ہے...... بالفرض محال اگر آپ کی بات صحیح تصور کی جائے تو اس کا یہ مطلب ہُوا کہ بُدھ کے روز ریل یا گاڑی سوار سب کے سب ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے اپنے عزیزوں سے جُدا ہو جاتے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ آپ لکھ پڑھ کر بھی ایسی جہالت اور نادانی کی باتیں کرتی ہو اور طرّہ اس پر یہ کہ اُسے عقیدہ سمجھا ہُوا ہے........ کیا تم نے یہ کہاوت نہیں سُنی "بدھ کام کرے سُدھ" دونوں بہن بھائی بحث مباحثہ کر رہے تھے.......

طرفین کی باتیں سُن کر اُن کی والدہ صفیہ نے انور کو کہا "بیٹا بحث چھوڑو۔ کل جمعرات کا دن ہے کل چلے جانا"۔

انور "امّی جان! یوں تو میں آپ کا حکم بجا لانے سے ہرگز انکار نہیں کرتا، مگر حقیقت ہے کہ ایسی من گھڑت اور موہوم باتیں مجھے اچھی نہیں لگتیں...... .... یہی پرسوں کی بات ہے۔ دیوار پر کوا بولا۔ آپ کہنے لگیں آج ہمارے ہاں کوئی مہمان ضرور آئے گا۔ اور کل آپا جب آٹا گوندھ رہی تھیں، اُن کی بے احتیاطی سے تھوڑا سا آٹا صحنک (پرات ۔ تھال) سے زمین پر گر پڑا، اور انہوں نے بھی پیشین گوئی کی تھی کہ آج ضرور کوئی نہ کوئی مہمان آنے والا ہے۔ .... بھلا خود ہی بتاؤ کہ ہمارے ہاں اب تک کوئی مہمان آیا بھی ہے؟

دوسری بات کل میں شلوار کے لیئے کپڑا لایا تاکہ یہ سِل جائے تو میں ساتھ لیتا جاؤں گا اور امتحان کے دن پہنوں گا، لیکن آپا کہنے لگیں، آج منگل ہے، منگل کا قطع کیا ہُوا کپڑا یا جل جاتا ہے یا اس کے پہننے والا نہیں رہتا........ بھلا آپ ہی فرمایئے اختر کی نئی قمیض شب برات کو کیوں جل گئی تھی؟ حالانکہ وہ تو اچھی گھڑی اور مبارک دن قطع کی گئی تھی۔ بس! یہ سب واہیات اور باطل وہم ہیں"۔

صفیہ! "برخوردار! جس بات میں وہم اور شبہ پیدا ہو جائے اُس سے بچنے میں اور کچھ نہیں تو یہ فائدہ تو ضرور ہو جاتا ہے کہ دل کو پوری تسلی اور اطمینان رہتا ہے جملہ خدشات رفع ہو جاتے ہیں۔ نیز آج شام کو امین، شاد اور فیاض بھی آ جائینگے، اُن سے مِل کر کل چلے جانا"۔

انور! "پھر وہی بات، میں کہتا ہوں "اوہام باطلہ"، تو اُلٹا تشویش میں ڈال دیتے ہیں۔ اگلے روز قمر صاحب کی بائیں آنکھ پھڑکی تو سلیم نے کہا "قمر صاحب!" آپ کو کوئی صدمہ ضرور پہنچے گا"، بیچارے قمر صاحب دو تین روز اسی فکر و تشویش میں رہے کہ خدا جانے کیا ہونے والا ہے، مگر اظہر ہے کہ ہُوا ہوا یا کچھ بھی نہیں"۔

تو خیر! ماں کے اصرار پر انور نے اپنی روانگی کل پر ملتوی کر دی جمعرات کو علی الصبح اٹھا۔ غسل کر کے نماز ادا کی۔ ایک آدھ پارہ تلاوتِ قرآن کے بعد گھر آیا تو کھانا تیار ہو رہا تھا۔ جلدی جلدی رخت سفر اور کتب وغیرہ ایک گٹھڑی میں باندھ لیں۔ اس وقت ٹھیک چھ بجکر بیس منٹ ہو چکے تھے۔ اسٹیشن کوئی ۵ پانچ منٹ کے فاصلے پر تھا۔ گاڑی آنے میں صرف دس منٹ باقی تھے اس نے کھانا ٹفن بکس (TIFFIN BOX) میں بند کر لیا اور روانہ ہو گیا۔ ابھی وہ چند قدم ہی چلا تھا کہ پیچھے سے نوکر نے آواز دی۔ گھر سے ہوتے جاؤ۔ بلاتیں ہیں ارجنٹ (URGENT) کام ہے"۔

وقت بالکل تنگ تھا۔ انور نے اپنا سامان نوکر کو دے دیا اور اُسے پانچ روپے کا نوٹ بھی دیا کہ وہ سامان اسٹیشن پر لے جا کر ٹکٹ خرید کر لے۔ اور خود گھبرایا ہُوا اُلٹے قدموں واپس آیا۔ صفیہ نے ایک صندوق سے کاغذ کا ٹکڑا نکالا جس پر کچھ ہندسے لکھے ہوئے تھے۔ کپڑے میں لپیٹ کر انور کے دائیں بازو پر باندھ دیا۔ یہ تعویذ تھا۔ تو خیر! انور پھر دوڑا۔ اسٹیشن پر پہنچ گیا، لیکن ابھی گاڑی تک پہنچنے ہی نہ پایا تھا۔ کہ انجن نے سیٹی دی اور ریل چھوٹ گئی۔ بے چارہ دیکھتے کا دیکھتا رہ گیا۔ نہایت مایوس اور شکستہ خاطر گھر (باقی ص۱۸ پر)

ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی :- تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم وچیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

خطبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ کی اُن تقاریر کا مجموعہ ہیں جو آپ ہر جمعہ کی نماز کے عربی خطبہ سے پہلے حاضرین سے خطاب کرتے ہیں۔ آپ فرمایا کرتے ہیں کہ خطیب کا فرض ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر تنقیدی نگاہ ڈالے اور بندہ کا جو تعلق اپنے رب سے بگڑا ہُوا ہو اس کی اصلاح کتاب و سنت کی روشنی میں کرے۔ جو خطیب ایسا نہیں کر سکتا۔ اُسے منبر پر بیٹھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ غرضیکہ جمعہ کا خطبہ ہفت روزہ "خدام الدین" کی ہر اشاعت میں، بالالتزام چھپ کر شائع ہوتا ہے۔ چونکہ یہ خطبات عوام کی اصلاح کے لیئے کتاب و سنت کی روشنی میں لکھے گئے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کو لازم ہے کہ وہ انہیں خود پڑھے۔ اپنے اہل وعیال کو سنائے۔ اس کے مطالعہ سے دین اسلام کی سمجھ پیدا ہوگی اور ایمان و کفر، توحید و شرک، سنت و بدعت، حق و باطل میں تمیز ہوگی۔ طبیعت بدی سے پرہیز اور نیکی کی طرف راغب ہوگی۔ انشاء اللہ خطبات کا مطالعہ آپ کی نجات کا ذریعہ بن جائے گا۔

خطبات حصہ اول	ھدیہ ۸- ا مع محصولڈاک ۲-۰-۰	خطبات حصہ پنجم	ھدیہ ۴ع مع محصولڈاک ۲آ
" دوم	" ۱/۰/- " " ۱/۸/-	" ششم	" ۰-۴-۱ " " ۱-۱۲-۰
" سوم	" ۱-۰-۰ " " ۱-۸-۰	" ہفتم	" ۰-۴-۱ " " ۱-۱۲-۰
" چہارم	" ۱-۴-۰ " " ۱-۱۲-۰		

رقم بذریعہ منی آرڈر پیشگی بھیجیں۔ وی پی ہرگز نہ ہوگا

ملنے کا پتہ :- ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

گلدستہ احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ

حضرت مولانا حاجی احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور

اس گلدستہ میں سو حدیثیں اعلیٰ درجہ کی صحیح فقط بخاری شریف و مسلم شریف کی جمع کی گئی ہیں۔ کوئی حدیث شریف اصل کتاب کی ایک سطر سے زائد نہیں ہے۔ اصلی حدیث کے نیچے اس کا ترجمہ بھی عام فہم زبان میں درج کیا گیا ہے۔ ہر حدیث کے اختتام پر چند الفاظ میں اس کی مختصر تشریح بھی کر دی گئی ہے اس کی قیمت پہلے ایڈیشن میں تو فقط ایک عہد نامہ پر دستخط تھے جس میں ان احادیث کو یاد کرنا اور ان پر عمل کرنے کا وعدہ تھا اور مجلد کے لیئے ۴ر جلد کے لیئے جاتے تھے لیکن اب تیسرے ایڈیشن میں اس کی قیمت کاغذ کی گرانی کی وجہ سے ۸ر آنے رکھ دی گئی ہے اور محصول ڈاک ۷ر آنے، کل ۱۵ر پیشگی بھیجیں، وی پی ہرگز نہ ہوگا۔

ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور